بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

الفُرقان

(۱) فضائلِ قرآن مجید بیان کرنے والا (۲) غیر مُسلموں یعنی آریوں، عیسائیوں اور بہائیوں کے قرآن مجید پر اعتراضات کا جواب دیکر انہیں دعوتِ اسلام دینے والا۔ (۳) باشندگانِ پاکستان کو عربی زبان سکھانے والا (۴) مستشرقین کے خیالات پر تحقیقی تبصرہ کرنے والا ماہنامہ!

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

مارچ سنہ ۱۹۶۵ء

محترم جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایڈوکیٹ
نائب امیر جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ

آپ سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص فدائی تھے ۔ قانونی واقفیت کے لحاظ سے ضلع بھر میں مرجع خلائق تھے ۔ موٹر کے حادثہ میں آخر دسمبر ۱۹۶۴ء میں آپ کی وفات ہوئی ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اللہ تعالی جنت الفردوس میں انہیں بلند درجات عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو ۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا

تعلیمی تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

مارچ ۱۹۶۵ء ✻ ذوالقعدہ ۱۳۸۴ھ

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

بدل اشتراک

بھارت و پاکستان ۔۔۔ چھ روپے ؛ دیگر ممالک ۔۔۔ تیرہ شلنگ

فی پرچہ ۔۔ دس آنے صرف

بدل اشتراک بنام مینیجر الفرقان پیشگی آنا چاہیئے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۱۵ | امان ۱۳۴۴ ہش | الفرقان ربوہ — مارچ ۱۹۶۵ء | ذوالقعدہ ۱۳۸۴ھ | شمارہ ۳

فہرست مضامین

مضمون	مصنف	صفحہ
عیسائی عقائد کی تحقیق (اداریہ)		۳
شذرات	ایڈیٹر	۵
افریقہ میں تبلیغ اسلام	اقتباس "ستارہ" لاہور	۷
البیان (سورۃ نساء ع) کا سلیس ترجمہ و مختصر تفسیر	ابوالعطاء	۹
خاتم النبیین کے معنے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نزدیک	جناب مولوی عزیز الرحمن صاحب فاضل	۱۳
لیکھرام کی موت کی پیشگوئی (نظم)	جناب مولوی محمد صدیق صاحب سنگاپور	۱۴
حدیث ھذا خلیفۃ اللہ المہدی کا حوالہ	ایڈیٹر	۱۵
حاصل مطالعہ	جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد	۱۷
قبلۃ الانبیاء	جناب شیخ عبدالقادر صاحب محقق لاہور	۲۱
قتل دجال کے لئے نبی کا آنا ضروری ہے	جناب چوہدری ارشاد علی خان صاحب	۲۴
اک عمر تک جلے گا بہرحال روز شب (نظم)	جناب نسیم سیفی صاحب	۲۵
مودودی صاحب کی اسلامی جماعت کی اندرونی حالت	جناب کوثر نیازی صاحب	۲۶
فرعون موسیٰ بنی اسرائیل سے تھا	جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ	۳۱
مشرقی پاکستان میں اسلام کا آغاز ۲	مولوی مصلح الدین صاحب بنگالی	۳۶
ایک مولوی صاحب کے سوال کا جواب	ایڈیٹر	۳۹
میرے تبلیغی سفروں کے حالات	جناب قریشی محمد حنیف صاحب سائیکل سیاح	۴۱

سُرخ نشان

اگر اس دائرہ ◯ میں سُرخ نشان ہے تو اسکے معنے یہ ہیں کہ آپ کا چندہ ختم ہے جلد ارسال فرماویں ورنہ آئندہ ماہ کا رسالہ وی پی ہوگا جسے وصول کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔
اگر خدانخواستہ رسالہ بند کرانا چاہیں تو بذریعہ کارڈ مطلع فرماویں۔

(مینجر الفرقان ربوہ)

الفرقان کا شہید نمبر

عنقریب ماہنامہ الفرقان حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز حالات زندگی و شہادت کا ٹھوس مجموعہ شائع کرنے والا ہے۔ آپ اس میں کس طرح اور کتنا حصہ لیں گے؟ آپ کے جواب کا انتظار ہے۔

(مینجر الفرقان ربوہ)

اداریہ

عیسائی عقائد کی الجھنیں

(۲)

پادری صاحبان فرماتے ہیں کہ شروع دنیا میں آدمؑ نے گناہ کیا۔ اب ان سے جو بچے پیدا ہوئے وہ سب گنہگار قرار پائے۔ مگر بائبل میں لکھا ہے کہ:۔

(الف) "عورت نے جوں دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے تو اُس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خصم کو بھی دیا اور اس نے کھایا۔" (پیدائش ۳/۶)

(ب) "آدم نے کہا کہ اس عورت نے جسے تُو نے میری ساتھی کر دیا مجھے اس درخت سے دیا اور مَیں نے کھایا تب خداوند خدا نے عورت سے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا؟ عورت بولی کہ سانپ نے مجھ کو بہکایا تو مَیں نے کھایا۔" (پیدائش ۳/۱۲)

(ج) "آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔" (۱۔ تمطاؤس ۲/۱۴)

اب سوال یہ ہے کہ اوّل تو آدم کا گناہ ثابت نہیں اور اگر بالفرض آدمؑ کا گناہ تسلیم کر لیا جائے تو از رُوئے بائبل حوا اصل گناہ گار ہے۔ اُس نے خود بھی گناہ کیا اور اپنے خاوند کو بھی گناہ پر آمادہ کیا۔ اِس **دوہرے گناہ** کی مرتکب یعنی صرف عورت کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ بے گناہ کس طرح قرار پا سکتا ہے؟ اگر آدم کی نسل ہونا گناہ گاری کو مستلزم ہے تو حوا کی نسل ہونا گنہگاری کو بدرجۂ اولیٰ مستلزم ہے پھر صرف عورت سے پیدا ہونے والا مولود بے گناہ کیسے ٹھہرا؟

پادری صاحبان اِس **اُلجھن** کو کس طرح حل کرتے ہیں؟ لکھتے ہیں کہ:۔

(۱) "بائبل مقدس کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ گناہ حوا نے کیا آدم نے بھی کیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حوا نے پہلے کیا اور آدم نے بعد میں کیا..... دوستو! جرم تو جرم ہے اور سزا سزا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ عورت نے **پہلے** جرم کیا اور مرد نے **تھوڑی دیر بعد**۔"

(۲) "خدا کا عورت کے وجود سے انسانی جسم میں ظہور ہرگز گناہگار نہیں ہو سکتا۔ بجلی کی بھی کسی چیز کے وجود میں خدا کا ظہور اس چیز کے اثر کو قبول نہیں کرتا۔"

(۳) "مسیح کی پیدائش فقط عورت سے بنا مشاہدہ اور عقل اور قدرت کے قانون کے خلاف ہے

نہ انسان کبھی عورت سے پیدا ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ انسان کی پیدائش کے لئے مرد و عورت دونوں کا ہونا لازمی ہے مسیح تو روح القدس کی قدرت سے مقدسہ مریم سے مجسم ہوا۔"

(ماہنامہ اخوت لاہور جنوری ۱۹۶۵ء صفحہ ۱۲)

ناظرین کرام! آپ پادری صاحب کی ان عبارتوں پر جوں جوں غور کریں گے آپ کو پادری صاحب کی بے بسی پر رحم آئے گا۔ اگر آدم کے مزعومہ گناہ کے باعث ان کے تمام فرزندوں کی روحیں گناہ گار قرار پاتی ہیں تو ابن مریم کی روح پادریوں کے قانون کے رو سے کیسے بے گناہ ٹھہر سکتی ہے؟ کیا مریم کا گناہ گار ہونا اس پر اثر انداز نہ ہوگا؟ جب آپ مانتے ہیں کہ حوا بھی گناہ گار ہے اور آدم بھی گناہ گار ہے تو پھر یہ فرق کیوں کہ آدم زاد تو گناہ گار ٹھہرے اور حوا کا فرزند بے گناہ قرار پائے۔ یہ ع یک بام و دو ہوا' والا معاملہ کیوں ہے؟

اگر "خدا" پہلے فرض کر کے مسیح کی ولادت پر گفتگو کرنی ہے تو پھر خدا کے لئے تو کسی طرح کی "ولادت" اسے گناہ گار ثابت نہیں کر سکتی خواہ وہ صرف عورت سے پیدا ہو خواہ مرد اور عورت دونوں سے پیدا ہو بات یکساں ہے کیونکہ آپ مانتے ہیں کہ "کسی چیز کے وجود میں خدا کا ظہور اس چیز کے اثر کو قبول نہیں کرتا۔" پھر اس الجھن کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ چونکہ مسیح مرد اور عورت سے پیدا نہیں ہوا صرف عورت سے پیدا ہوا ہے اسلئے بے گناہ ہے۔ یہ سارا مفروضہ ہی بے دلیل ٹھہر جاتا ہے۔

پادری صاحب لکھتے ہیں کہ "انسان کی پیدائش کے لئے مرد و عورت دونوں کا ہونا لازمی ہے۔" بہت اچھا! مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ مسیح کامل انسان ہے اور کامل خدا ہے۔ اگر وہ کامل انسان ہے تو پھر آپ کو نسی **دشواری** پیش آئے گی اور آپ کو اسے مرد و عورت سے پیدا شدہ ماننا پڑے گا۔ یاد رہے کہ یہ دعویٰ بے دلیل کہ مسیح تو روح القدس کی قدرت سے مقدسہ مریم سے مجسم ہوا" آپ کو ان الجھنوں سے نجات نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جب ہر سہ اقانیم باپ، بیٹا اور روح القدس مستقل خدا ہیں تو روح القدس کو کیا حق ہے کہ "اپنی **قدرت** سے" مسیح کو "مجسم" کر دے۔ کیا مسیح میں مجسم ہونے کی قدرت نہ تھی؟ اس صورت میں تو مسیح کی الوہیت خود بخود باطل ہو رہی ہے۔ پھر یہ بھی سوال ہے کہ مسیح کو مجسم کرنے کے لئے روح القدس نے اسے مریم مقدسہ کے بطن میں داخل کرنا کیوں ضروری سمجھا؟ آخر اس میں راز کیا ہے؟ حکمت کیا ہے؟ ہم زیادہ نہیں لکھتے اپنے مسیحی دوستوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان امور پر خداداد عقل کی روشنی میں غور فرمائیں ÷　　(جاری ہے)

مسلمان بھائیوں سے

اگر آپ عیسائی صاحبان کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے کوئی اعتراض یا سوال حل طلب محسوس کریں تو اسے مدیر الفرقان ربوہ کے نام بھجوا کر **جواب حاصل کر لیں** ÷

شذرات

(۱) کسرِ صلیب کے آسمانی اسباب

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا:-

"خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ **حقیقت نما برہان** کہ جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے۔ اس کی نسبت ابتداء سے یہی مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہو کیونکہ خدا کے پاک نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئیگا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو۔ اور وہی ہے جو **کسرِ صلیب** اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ **مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی** تب انجام ہوگا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے یہی مفہوم اُس حدیث کا ہے جو صحیح بخاری اور دوسری کتابوں میں درج ہے پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتوں اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں نہ آتا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا ہر ایک کی آنکھ کھلیگی اور غور کرنے والے غور کریں گے کیونکہ خدا کا مسیح آگیا۔ اب ضرور ہے کہ دماغوں میں روشنی اور دلوں میں توجہ اور قلموں میں زور اور کمروں میں ہمت پیدا ہو۔ اور اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائیگا۔ اور ہر ایک رشید کو عقل دی جائے گی کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے وہ ضرور زمین کو بھی منور کرتی ہے۔ مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے اور کیا ہی سعادتمند وہ شخص ہے جو اس نور میں سے کچھ پاوے"

(مسیح ہندوستان میں ص۱۴)

اللہ تعالیٰ کے تصرفات ہیں کہ اِس اعلان کے بعد دنیا میں مسلسل نئے نئے انکشاف ہو رہے ہیں جن سے صلیبی واقعہ کی **اصل حقیقت** واضح سے واضح تر ہو رہی ہے جیسا کہ صحائف قمران کا انکشاف، اناجیل میں صعود جسمانی کے واقعہ کا الحاقی

ہونا، مسیح کے صلیب سے زندہ اُترنے پر نئی طبی تحقیقات، یہ سب چیزیں کسرِ صلیب کے آسمانی اسباب ہیں۔ یورپ و امریکہ میں عیسائیت سے تنفر اور اسلام کی تحقیق کے لئے رجحان کا روز بروز بڑھنا یہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ سامان ہیں۔ اس کی تقدیر یوں ہے کہ ان آخری دنوں میں اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کیا جائے گا اور لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ کی پیشگوئی پوری ہوگی۔ اب ضرورت ہے کہ فرزندانِ اسلام صحیح عزم کے ساتھ اسلام کے جھنڈے کو بلند تر کرنے کے لئے حقیقی قربانیوں سے کام لیں ؎

بمنت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہرحالت شود پیدا

(۲) افریقہ میں تبلیغِ اسلام اور جماعتِ احمدیہ

ماہنامہ ستارہ لاہور کے ایک مفید اداریہ کا اقتباس اِس شمارہ میں دوسری جگہ درج ہے۔ اس سے بر اعظم افریقہ میں تبلیغ اسلام کی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اس مقالہ میں یہ بھی **اعتراف** ہے کہ منظّم اور مؤثر رنگ میں صرف جماعت احمدیہ ہی افریقہ میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کر رہی ہے۔ دراصل بات یہ ہے جس کا کام اسی کو ساجھے۔ تبلیغِ اسلام کے لئے ایک زندہ **یقین** اور ایک **فعّال جنون** کی ضرورت ہے اور یہ کیفیت صحیح طور پر آسمان سے آنیوالوں کے ذریعہ ہی پیدا ہوتی ہے۔ اے کاش! ہمارے مسلمان بھائی وقت کی اس سب سے بڑی ضرورت کی طرف توجہ فرمائیں۔

(۳) پوپ کی خواہش اور ان سے ایک درخواست

پوپ اعظم نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ یسوع مسیح آسمانوں سے زمین پر آئیں۔ مگر جب وہ اس طرح آسمانوں پر موجود ہی نہیں جس طرح پوپ اور دوسرے پادری صاحبان خیال کرتے ہیں تو ان کے آسمانوں سے جسمانی طور پر اُترنے کا سوال ہی کب پیدا ہوتا ہے۔ پوپ کی اس خواہش پر ہمارے دوست محمد یوسف صاحب صراف کی **درخواست** ہے کہ یسوع مسیح سے یہ بھی التجا کی جائے کہ آسمانوں پر سے آتے وقت جناب ایلیا کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ کیونکہ وہ تو از روئے بائیبل یسوع سے پہلے ہی آسمانوں پر چڑھے ہوئے ہیں اور یہودی اُن کے لئے رات دن آہ و بکا کر رہے ہیں۔ ہم یہ **درخواست** شائع کر رہے ہیں تاکہ عیسائی صاحبان اور جناب پوپ اپنی التجاؤں میں اس کو بھی مدنظر رکھ لیا کریں۔ اور سچ یہ ہے کہ یہ درخواست جناب یسوع مسیح کے مفاد میں ہے کیونکہ دو ہزار برس پہلے انہوں نے یہود کو ایلیا کی آمدِ ثانی کے بارے میں کہا تھا کہ اس سے مراد حضرت یحییٰؑ (یوحنا) کی بعثت ہے کسی کے آسمان سے جسمانی طور پر اُترنے کا خیال باطل ہے۔ فرمایا تھا کہ:-

"ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے
جس کے سُننے کے کان ہوں وہ سُن لے۔"

(متی $\frac{11}{14-15}$)

اب اگر یسوع مسیح اکیلے آ گئے تو یہودی پہلے سے بڑھ کر ان کا دامن پکڑ بیٹھیں گے کہ اسوقت ایلیا کی آمد ثانی کی تاویل کر لی تھی اور اپنی آمدِ ثانی پر جسمانی طور پر خود آ گئے ہیں اسلئے بہتر ہے کہ اگر یسوع مسیح نے آنا ہو تو وہ ایلیاہ کو بھی ساتھ لیتے آویں۔ مگر کیا یہ ممکن ہے؟ ❁

قابلِ توجہ اقتباس

"افریقہ میں تبلیغ اسلام"

اس عنوان کے تحت ماہنامہ "سیارہ" لاہور کے فاضل مدیر جناب نعیم صدیقی نے ایک مفید مضمون شائع کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں :-

"افریقہ مغرب کے مقابلے میں عرب اور ایشیائی اقوام سے زیادہ قرابت رکھتا ہے۔ اس گرم بر اعظم میں عربی بولنے والی مسلم آبادی نہایت مؤثر قوت ہے اور مصر و سوڈان جیسی آزاد اسلامی ریاستیں موجود ہیں۔ متعدد نئے علاقوں پر یکے بعد دیگرے آزادی کی پو پھٹ رہی ہے اور بعض مسلم آبادی کے علاقے سفید شہنشاہیت کے خلاف معرکۂ جہاد میں مصروف ہیں۔

افریقہ بین الاقوامی لحاظ سے کچھ ایسا مقام رکھتا ہے اور دنیا کے دو بلاکوں کی کشاکش نے اسے اتنی اہمیت دیدی ہے کہ افریقہ پر غلامی کی تاریک رات مسلط رکھنے والی مغربی طاقتیں ہر طریق سے اس کوشش میں ہیں کہ اس خطہ پر ان کا اثر کسی نہ کسی طرح قائم رہے۔ قاہرہ اگر نہ مل سکے تو ساحری کو بہر حال کارگر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ جہاں ایک طرف فرانس فوجی طاقت کو آزما رہا ہے وہاں دوسری طرف ذہنی اور روحانی دائرے میں عیسائیت کا پیغام پھیلایا جا رہا ہے۔ مغربی قوموں کا یہ پرانا آزمودہ نقشہ کار ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی سیاسی و اقتصادی تاخت کرتی ہیں وہاں اپنے کلچر کو پھیلانے اور عیسائیت کی تبلیغ کرنے کی مہمات بھی چلاتی ہیں۔ عیسائیت کی تبلیغ بھی سادہ طریق سے نہیں کی جاتی بلکہ خدمتِ خلق (تعلیم و صحت کے ادارات) کی آڑ میں کام کیا جاتا ہے۔ مشنری ادارے اپنی حکومتوں اور سرمایہ داروں کے تعاون سے فلاحِ عامہ کے کام کرکے اور بسا اوقات نقد امداد، ملازمتوں، شادی بیاہ اور سماجی مرتبہ میں ترقی کا لالچ دلا کر مقامی باشندوں کو زیر بارِ احسان کرتے ہیں، اور پھر وہ نفسیاتی مہارت رکھنے والے تیز طرار مبلغوں کے ذریعے اُن کے دلوں اور دماغوں کو فتح کرتے ہیں۔ اس معاملے میں غالباً افریقہ ایک ایسا بر اعظم ہے جہاں کتنے ہی مشنری پادریوں نے اپنی عمریں کھپا دی ہیں اور بے تحاشا سرمایہ اس کام میں لگ چکا ہے مگر عجیب بات ہے کہ اسلام کسی غیر معمولی تدابیر و تنظیم کے بغیر پھر بھی اپنا راستہ بناتا چلا جا رہا ہے۔

پہلے بھی مشنری عیسائی اداروں کے ہاں یہ پیچیدہ مسئلہ ہمیشہ زیرِ بحث رہا ہے کہ آخر ہم اتنا کچھ خرچ اور

اتنی کاوشیں کرنے کے بعد کیوں اتنے کم نتائج پاتے ہیں اور اسلام کیوں عیسائیت کے مقابلے میں بآسانی آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اور آج بھی انٹرنیشنل مشنری کونسل کے لئے یہ پرابلم دردِ سر بنا ہوا ہے۔ اِن دنوں "اسلام اِن افریقہ پراجکٹ" کے عنوان سے خاص منصوبہ بنا کر تبلیغِ عیسائیت کا محاذ گرم تر کر دیا گیا ہے۔ حال ہی میں بلی گراہم نامی ایک مشہور مبلغ نے اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے مہم شروع کر رکھی ہے اور پہلے کے مقابلے میں خاصی مؤثر ثابت ہو رہی ہے۔ ان صاحب نے ہی سابق صدر آئزن ہاور سے ملاقات کر کے ان کو مشورہ دیا تھا کہ وہ نائیجیریا کا دورہ کریں جو انگریزی تسلط سے آزاد ہو رہا ہے۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مغربی ڈپلومیسی اور تبلیغِ عیسائیت دونوں دوش بدوش جاری ہیں۔

افریقہ میں اسلام کا پیغام پھیلانے کے لئے کچھ کام مصر سے ہو رہا ہے مگر وہ بہت کم ہے۔ ضرورت اِس بات کی ہے کہ آس پاس کے عرب ممالک اور ایشیا کے مسلم ممالک مل جل کر اِس مہم میں سرگرمی سے حصہ لیں خصوصاً پاکستان پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

پاکستان کی طرف سے اب تک جو تبلیغی کام ہو رہا ہے وہ یا تو انفرادی قسم کا ہے یا کمزور اداروں کی طرف سے چند مبلغین نہایت محدود کام کر رہے ہیں۔ البتہ احمدیوں کا کام منظم بھی ہے اور زیادہ وسیع بھی۔ چنانچہ ایک رپورٹ کے مطابق مشرقی افریقہ کی ۱۵ فی صد مسلم آبادی میں دس ہزار احمدی ہیں۔ اور پرتگیزی مشرقی افریقہ کے دس لاکھ مسلمانوں میں خاصی بڑی تعداد احمدیوں کی بیان کی جاتی ہے۔ کینیا کے بعض علاقوں میں احمدی مبلغ کام کرتے ہیں۔ نیروبی میں ان کا بڑا تبلیغی مرکز اور کالج قائم ہے اور انگریزی روزنامہ نکل رہا ہے۔

تبلیغِ اسلام کی مہم کی کامیابی بجائے خود اِس امر پر بھی بہت دارومدار رکھتی ہے کہ جس اسلام کو وعظوں اور کتابوں میں پیش کیا جا رہا ہو اس کے کمالات ہماری اپنی زندگیوں اور ہمارے معاشروں میں پوری طرح نمایاں ہوں۔ اسلام کی تبلیغ کی کامیاب ترین صورت یہ ہے کہ اسلام صحیح شکل میں دنیا کے سامنے جلوہ گر ہو اور نظامِ حق اپنی کرنیں بکھیر رہا ہو۔" ("سیارہ" لاہور اکتوبر ۶۲ء صہ ۱۳-۱۵)

الفرقان:- کیا کم از کم افریقہ کی تبلیغِ اسلام کے لئے بھی دوسرے مسلمان احمدیوں سے اتفاق نہیں کر سکتے؟ +

سُوْرَۃُ النِّسَاءِ[۴]
(مسلسل)

البیان

قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ق
لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ج فَاِنْ
كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا
مَا تَرَكَ ج وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا
النِّصْفُ ط وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ
لَهٗ وَلَدٌ ج فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ
اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ج فَاِنْ كَانَ

اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے بچوں کے (وارث بننے کے) بارے میں اس طرح **وصیت** کرتا ہے کہ ایک لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر حصہ ہوگا۔ اگر وارث صرف لڑکیاں ہی ہوں اور ہوں بھی (دو یا) دو سے زیادہ تو اُن کے لئے مرنے والے کے متروکہ مال کا دو تہائی ($\frac{2}{3}$) مقرر ہے۔ اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اُسے کُل مال کا نصف حصہ ملے گا۔ اگر مرنے والے کی اولاد ہو تو اس کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو اس کے ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا۔ ہاں اگر مرنے والے کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو $\frac{1}{3}$ ملے گا (باقی $\frac{2}{3}$ باپ کے حصہ میں آئیگا)۔ اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو اُس کی اولاد کو چھٹا حصہ ملیگا اور یہ سب عمل (یعنی تقسیم ورثہ)

تفسیر:- اس رکوع کی **چار آیات** میں سے پہلی دو میں اللہ تعالیٰ کی ان **حدود** کا ذکر ہے جو اس نے **وراثت** کے سلسلہ میں مقرر فرمائی ہیں۔ آخری دو آیات میں ان حدود کی پابندی کرنیوالوں کے لئے **اجر** کا ذکر ہے اور ان سے تجاوز کرنیوالوں کے لئے **سزا** کا بیان ہے۔ ان حدود کی تاکید کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے **وصیت** اور مقررہ **فریضہ** فرمایا گیا ہے۔

اسلام کا **قانونِ وراثت بنیادی طور پر** ان دو آیتوں اور اسی سورۃ کی آخری آیت میں مکمل بیان کر دیا گیا ہے۔ ورثہ کے **اصول** مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ باقی فقہی تفصیلات کے لئے **علم الفرائض** کی مبسوط کتابیں تالیف کی جا چکی ہیں۔

لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ
بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ
اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ
اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً
مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

(…یت) کی وصیت اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد ہوگا۔ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے تم نہیں جانتے کہ تمہیں نفع پہنچانے کے لحاظ سے کون زیادہ قریب ہے۔ یہ طریقِ وراثت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ
لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ
دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ

تم (خاوندوں) کے لئے تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے ان کی بیان کردہ وصیت اور ان کے ذمہ کے قرضہ کی ادائیگی کے بعد نصف حصہ ہے بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد نہ ہو۔ اگر ان کی اولاد ہو تو تمہیں ان کے ترکہ میں سے ان کی وصیت و قرضہ کے بعد چوتھا حصہ ملے گا۔ بیویوں کو تمہارے ترکہ میں سے اگر تمہارے کوئی اولاد نہیں چوتھا حصہ ملے گا۔ اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملے گا تمہاری بیان کردہ وصیت اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد۔ اگر کسی مرد یا عورت کا ورثہ

قرآن مجید نے ورثہ کو مَا تَرَكَ قرار دیا ہے۔ اگر مرنے والے کے ذمہ کچھ **قرضہ** ہو تو پہلے وہ ادا کیا جائے گا۔ اگر اس نے کسی کے لئے کوئی **وصیت** کی ہے تو اس کی تعمیل ہوگی۔ وصیت پر اسلام نے بعض **پابندیاں** لگائی ہیں۔ وصیت زیادہ سے زیادہ **ایک تہائی** مال کی ہو سکتی ہے باقی بہرحال وارثوں میں تقسیم ہونا چاہیئے۔ پھر وصیت حق و **انصاف** کے مطابق ہونی چاہیئے ناجائز وصیت نافذ نہ ہوگی۔ مرض الموت کی وصیت بھی مؤثر نہ ہوگی۔ وارثوں میں سے کسی کے حق میں وصیت تسلیم نہیں کی جائے گی۔ قرضہ اور وصیت کی ادائیگی کے بعد جو مال بچے گا اسے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ورثاء میں **اولاد** (بیٹے اور بیٹیاں) شامل ہیں۔ **والدین** شامل ہیں۔ **خاوند اور بیوی** شامل ہیں **بہن اور بھائی** شامل ہیں۔ گویا رشتہ داروں میں سے ذکور و اناث ہر دو اصناف کے لئے ورثہ مقرر ہے۔ ہاں چونکہ **اسلامی** شریعت میں مرد کی **دوہری ذمہ واری** ہے۔ باپ ہونے کی صورت میں بچوں کے اخراجات کا ذمہ وار ہے۔ خاوند ہونے کی صورت میں بیوی کے نان و نفقہ کا بھی ذمہ دار ہے۔ بھائی ہونے کی صورت میں بہنوں کا متولی اور **کفیل** ہے۔ اسلئے عقل اور فطرت کے عین مطابق اسلامی شریعت نے باپ، بیٹا،

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ
مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ
بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ
كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ
فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ
كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ
فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَآ
أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ
وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝

اس کے **کلالہ** ہونے کی صورت میں تقسیم ہو رہا ہو اور اس کا صرف ایک بھائی یا صرف ایک بہن وارث ہو تو اُن میں سے ہر ایک کو بہرحال چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر ان کی تعداد اس سے (یعنی ایک سے) زیادہ ہو تو وہ سارے کے سارے ایک تہائی ترکہ میں شریک ہوں گے اگر کی گئی وصیت یا قرضہ کے بعد کسی کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچایا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تاکیدی وصیت کی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا بردبار ہے۔

خاوند اور بھائی کے لئے ماں، بیٹی، بیوی اور بہن کے مقابلہ میں حصہ زیادہ مقرر فرمایا ہے۔ یہ تفاوت تو ذمہ داریوں کی نسبت سے لازمی تھا لیکن اسلامی قانونِ وراثت کی یہ امتیازی شان ہے کہ اس نے جس طرح مردوں کو ورثہ کا حقدار قرار دیا ہے اسی طرح اس نے عورتوں کو ورثہ کا حقدار ٹھہرایا ہے جس سے عورتوں کی مستقل ذاتی ملکیت کی اساس قائم ہوتی ہے۔ بیویوں کے لئے مہر کے مقرر کرنے میں بھی اسی بنیاد کا استحکام مدنظر ہے۔

پہلی دو آیتوں میں بیان شدہ قانونِ میراث کا **خلاصہ** یہ ہے کہ بیٹے اور بیٹیاں ہر دو وارث ہونگے۔ اگر صرف اولاد ہی وارث ہو کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو سارا ترکہ دو اور ایک کی نسبت سے لڑکوں اور لڑکیوں میں تقسیم کر دیا جائیگا۔ اگر صرف ایک لڑکی وارث ہو تو اسے نصف ترکہ ملیگا۔ اگر صرف لڑکیاں ہی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ترکہ کا دو تہائی دیا جائیگا۔ اگر متوفی کے پیچھے اس کی اولاد اور ماں باپ وارث ہوں تو ترکہ میں سے ماں اور باپ ہر ایک کو چھٹا چھٹا حصہ دیا جائیگا اور باقی مال اولاد میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اصول پر تقسیم ہوگا۔ اگر صرف ماں اور باپ ہی وارث ہوں تو ماں کو ایک تہائی اور باپ کو دو تہائی مال ملیگا۔ اگر میت کے بھائی بہنیں موجود ہوں تو ماں کا حصہ تہائی کی بجائے چھٹا

میاں بیوی میں سے ایک کی موت پر دوسرا وارث ہے اور اس جگہ ورثہ میں بھی دو اور ایک کی نسبت ہے۔ اگر متوفی بیوی کی اولاد ہو تو خاوند کو $\frac{1}{4}$ حصہ ملے گا ورنہ نصف۔ اسی طرح اگر متوفی خاوند کی اولاد ہو تو بیوی یا بیویوں کو آٹھواں حصہ ملیگا ورنہ چوتھا حصہ۔

اگر میت **کلالہ** ہو یعنی "لیس لہ ولد ولا والد" اس کا نہ بیٹا ہوتا ہے اور نہ ہی باپ دادا زندہ موجود ہے اس کے صرف بھائی اور بہن

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت کرینگے اللہ تعالیٰ انہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے اندر نہریں جاری ہوں گی۔ وہ لوگ ان میں ہمیشہ قیام کرنیوالے ہوں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْھَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع ۲ / ۱۴

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بڑی آگ میں داخل کریگا جس میں وہ بہت ہی لمبے عرصہ تک رہنے والا ہوگا اور اس کے لئے رسوا کُن عذاب مقرر ہے ✦

بہن بھائیوں کیلئے قانونِ وراثت اس جگہ اور سورۃ نساء کی آخری آیت میں ملا کر بیان ہوا ہے۔ بھائی بہنیں تین طور پر ہوتے ہیں۔ (۱) **اعیانی سگے**۔ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے (۲) **علاتی**۔ صرف باپ کی طرف سے۔ (۳) **اخیافی**۔ صرف ماں کی طرف سے۔ اعیانی اور علاتی بھائی بہنوں کے ورثہ کا قانون آخر سورۃ میں مذکور ہوا ہے اور وہ اس طرح کہ اگر ایک بہن (سگی یا باپ کی طرف سے) ہو تو اسے $\frac{1}{2}$ ترکہ میں سے ملیگا اور اگر دو ہوں تو انہیں $\frac{2}{3}$ حصہ ملیگا۔ اگر بھائی اور بہنیں ہوں تو ان میں دو اور ایک کے اصول پر میراث تقسیم ہوگی۔ اگر بھائی یا بہنیں صرف ماں کی طرف سے ہوں تو ایک ہونے کی صورت میں خواہ بھائی ہو خواہ بہن آیت زیر تفسیر (نساء ع۲) میں اس کے لئے چھٹا حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ اگر ایک سے زیادہ ہوں تو مشترکہ طور پر $\frac{1}{3}$ میں شریک ہوں گے۔

یہ اسلامی نظامِ وراثت کے بنیادی احکام کا خلاصہ ہے۔ اس میں اولاد کیلئے بھی احکام ہیں، ماں باپ کے لئے بھی احکام ہیں، زوجیت کے رشتہ سے وابستہ افراد کیلئے بھی احکام ہیں، بھائیوں بہنوں کے لئے بھی احکام موجود ہیں۔ یہ احکام ایسے فصیح و بلیغ انداز میں دیئے گئے ہیں کہ جتنا غور کیا جائے انکی جامعیت نمایاں ہوتی جاتی ہے۔ بطور مثال عرض ہے کہ لفظی طور پر یہ ذکر نہیں ہے کہ دو بیٹیوں کے لئے کتنا حصہ ملیگا؟ مگر انسان ذرا بھی تدبر کرے تو اس کا حل خود آیات کے اندر موجود ہے۔ ارشاد "للذکر مثل حظ الانثیین" میں جامع حکم موجود ہے۔ اس آیت میں ورثہ کی بنیاد لڑکی کے حصے کو قرار دیا گیا ہے اور لڑکے کا حصہ اس سے دو چند بتایا ہے۔ اب اگر ایک لڑکا اور لڑکی وارث ہوں تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے۔ ایک حصہ ایک لڑکی لیگی اور دو حصے لڑکا لیگا۔ گویا متعین ہو گیا کہ صرف لڑکیاں ہونے کی صورت میں دو لڑکیوں کا حصہ $\frac{2}{3}$ ہوگا اسلئے اسے دوبارہ صراحت سے ذکر نہیں کیا گیا نیز آخر سورت میں ایک بہن اور دو بہنوں کے حصہ کی صراحت موجود ہے۔ ایک کی صورت میں وہ نصف کی وارث ہوتی ہے اور دو کی صورت میں وہ $\frac{2}{3}$ ورثہ پاتی ہیں۔ اسی طرح لڑکی اکیلی ہونیکی صورت میں $\frac{1}{2}$ حصہ لیتی ہے اب ظاہر ہے کہ دو ہونیکی صورت میں ان کا حصہ $\frac{2}{3}$ ہی ہوگا پس قرآنی فصاحت و بلاغت کے پیش نظر یہ بالکل غیر ضروری تھا کہ علیحدہ طور پر کہا جاتا کہ صرف دو لڑکیاں وارث ہوں تو ان کو $\frac{2}{3}$ حصہ دیا جائے۔

یہ ایک مثال ہم نے عرض کی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کے ہر ہر لفظ میں یہ شان نمایاں نظر آتی ہے ✦

خاتم النبیّین کے معنے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے نزدیک

روایت کا ایک تیسری کتاب سے حوالہ

(مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مربی سلسلہ احمدیہ)

امّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ مشہور حدیث "لا تقولوا لا نبیّ بعدہٗ" کے مشہور حوالے پہلے عام طور پر دو کتابوں سے پیش کئے جاتے تھے (۱) دُرِّ منثور مصنفہ علامہ سیوطیؒ (۲) تکملہ مجمع البحار مصنفہ علامہ محمد طاہر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ۔

پچھلے دنوں مودودی صاحب کے رسالہ ترجمان القرآن لاہور میں اعتراض کیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا پیش کردہ یہ حوالہ صرف دو کتابوں میں پایا جاتا ہے اور کسی کتاب سے نہیں پیش کیا جاتا لیکن خاکسار ایک تیسرا حوالہ پیش کرتا ہے جہاں اس حدیث کا ذکر ہے۔ یہ ایک قیمتی حوالہ ہے جس کو پڑھ کر اہلِ علم حضرات بہت محظوظ ہوں گے اور ترجمان القرآن کا منہ بھی بند ہو جائے گا۔

تاویل مختلف الاحادیث کا حوالہ

امام عبداللہ بن مسلم ابن ابی قتیبہ ابو محمد الدینوری المتوفی ۲۷۶ھ جن کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں، صَدُوقٌ۔ خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں کان ثِقَۃً کہ وہ بہت سچے اور ثقہ راوی ہیں اپنی مشہور کتاب "تاویل مختلف الاحادیث" مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں:۔

(۱) وعن عائشۃ رضؓ انھا کانت تقول قولوا لرسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبیّ بعدہٗ"

(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۵)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

(۲) "ولیس ھٰذا من قولھا ناقضاً لقول النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبیّ بعدی لانّہٗ اَرَادَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یَنْسَخُ مَا جِئْتُ بِہٖ"

ترجمہ۔ اور حضرت صدیقہؓ کا یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لا نبیّ بعدی کے مخالف نہیں کیونکہ حضورؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ایسا نبی نہیں ہوگا جو میری لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے۔" (صفحہ ۲۳۶ کتاب مذکور)

نوٹ:۔ جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے۔

لیکھرام کی موت کی پیشگوئی

(جناب مولوی محمد صدیق صاحب فاضل مبلغ انچارج سنگاپور)

مُرا اِس ماہِ مارچ میں تھا لیکھو آریہ کٹ کر　　صفِ ماتم بچھی تھی مشرکینِ ہند کے گھر گھر
نکل آیا وہ کافر جب مسیحا کے مقابل پر　　تو اِک خونی فرشتے نے مٹا ڈالا اُسے یکسر

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

اگرچہ تھا تو اِک گوسالۂ بے روح دجال لیکھو　　بڑا بے باک و سرکش تھا مگر یہ بدزباں لیکھو
رسولُ اللہ کو دیتا تھا ہر دم گالیاں لیکھو　　غرض تھا غیرتِ مولیٰ کا اِک قہری نشاں لیکھو

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

مسیحِ پاکؑ کی یہ پیشگوئی ہے ثبوت اِس کا　　کہ سچائی کے آگے زورِ باطل چل نہیں سکتا
محمد مصطفےٰؐ ہیں سب جہاں کے ہادی و آقا　　اور اُن کا دین سب ادیان سے ہے افضل و اعلیٰ

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

ہمیشہ حق کے دشمن کا بُرا انجام ہوتا ہے　　فریب و مکر صبح و شام اس کا کام ہوتا ہے
وہ دُنیا اور عقبیٰ میں غرض ناکام ہوتا ہے　　مگر مردانِ حق کا اور روشن نام ہوتا ہے

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

کتاب تفہیمات ربانیہ کا ایک ورق

حدیث هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِي کا حوالہ

جناب مستری محمد یامین صاحب ضلع منٹگمری سے لکھتے ہیں کہ اُن کے ایک رشتہ دار کہتے ہیں کہ اگر حدیث "هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِي" بخاری سے نکل آئے تو مَیں جماعت میں داخل ہو جاؤں گا۔ ان صاحب سے عرض ہے کہ سہو ونسیان سے انبیاء علیہم السلام بھی مستثنیٰ نہیں کسی جماعت میں داخل ہونے کا معیار اس کے بنیادی عقائد کی صحت کو بنانا چاہیئے۔ بھُول کر کسی کتاب کا نام دوسرا لکھا جانا قابلِ اعتراض نہیں جبکہ حدیث کی صحت مسلّم ہے۔ صداقت کے طالبوں کے لئے اس سوال کا جواب کتاب تفہیماتِ ربانیہ طبع دوم کے صفحہ ۱۹ سے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِي کا جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب نے شہادة القرآن کی عبارت جس میں حدیث هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِي کا بخاری میں ہونا مذکور ہے ذکر کر کے لکھا ہے :-

"یہ حدیث بخاری میں نہیں۔ اتباعِ مرزا دکھائیں تو ہم مشکور ہوں گے۔" (تعلیمات صفحہ ۱۳)

الجواب ۱ یہ حدیث ابو نعیم تلخیص المتشابہ میں موجود ہے۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۶ پر بھی مذکور ہے۔ علامہ سندی نے "هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِي" والی روایت پر لکھا ہے :-

"كَذَا ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ وَفِي الزَّوَائِدِ هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ"

ترجمہ:- اس کو سیوطی نے بھی ذکر کیا ہے۔ اس کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں۔ امام حاکم نے اسکو مستدرک میں بیان کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق بھی صحیح ہے۔ (حاشیہ ابن ماجہ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۶۹)

الجواب ۲ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پر تحریر فرمایا ہے :-

(الف) "وَالْعَجَبُ الْأَخِرُ أَنَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ الْمَهْدِيَّ مَعَ أَنَّهُمْ يَقْرَؤُوْنَ فِي صَحِيْحِ ابْنِ مَاجَةَ وَالْمُسْتَدْرَكِ حَدِيْثَ لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيْسٰى وَ يَعْلَمُوْنَ أَنَّ الصَّحِيْحَيْنِ قَدْ تَرَكَا ذِكْرَهُ لِضُعْفِ أَحَادِيْثَ سَمِعْتَ فِي أَمْرِهِ" (حمامة البشریٰ صفحہ ۴۲)

یعنی امام بخاری اور امام مسلم نے مہدی کی بابت کوئی حدیث اپنی صحیح میں ذکر ہی نہیں کی۔

(ب) "مَیں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے

خالی نہیں۔ اسی وجہ سے امامین حدیث نے ان کو نہیں لیا۔"

(ازالہ اوہام ص۲۳۵ طبع سوم)

ان دونوں عبارتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک مہدی کی کوئی روایت بخاری میں موجود نہیں پس شہادۃ القرآن کی عبارت میں بخاری کے حوالہ کا ذکر سبقت قلم ہے، اسے کذب قرار دینا غلط ہے بھول چوک نبیوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ اخبار اہلحدیث میں لکھا ہے:-

"فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے اور کچھ نہیں میں بشر ہوں مثل تمہارے۔ میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو۔ فرمایا کہ میں آدمی ہوں بعض دفعہ غسل جنب سے بھول جاتا ہوں۔ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں مجھے خطا اور صواب کا امکان ہے۔"

(اہلحدیث ۹ جون ۱۹۲۳ء ص۹)

الجواب ۳ حوالہ کی غلطی کو جھوٹ نہیں کہتے۔ ورنہ آپ مندرجہ ذیل بزرگوں پر بھی کذب بیانی کا فتویٰ دیجئے:-

علامہ سعد الدین تفتازانی، ملا خسرو، ملا عبد الکریم تینوں نے لکھا ہے کہ حدیث "تَكْثُرُ لَكُمُ الْأَحَادِيثُ بَعْدِي" کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے (تلویح شرح توضیح جلد ۱ ص۲۶۱)

کیا آپ ان بزرگوں کو کاذب قرار دیں گے کیونکہ یہ حدیث بخاری میں تو نہیں ہے؟

پھر امام ابن الربیع نے حدیث "خَيْرُ السُّودَانِ ثَلَاثَةٌ لُقْمَانُ وَبِلَالٌ وَمِهْجَعٌ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کو "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ" فرمایا ہے (موضوعات کبیر ص۴۲) حالانکہ یہ بخاری میں نہیں ہے بلکہ حاکم کی روایت ہے۔ اب کیا آپ امام ابن الربیع کو بھی کاذب قرار دیں گے یا اس بیان کو سہو پر محمول کریں گے؟ ماھو جوابکم فھو جوابنا۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت سے بعض دفعہ خدا کے ماموروں سے بھی سہو اور غلطی ہو جاتی ہے تاکہ بعد میں آنے والے لوگ انہیں خدائی کے مقام پر نہ بٹھانے لگیں اور یوں حدیث هٰذا خلیفۃ اللہ المھدی صحیح حدیث ہے اسکے راوی ثقہ ہیں بلکہ یہ بخاری اور مسلم کی شرائط صحت کے مطابق صحیح ہے اسلئے ایک کتاب کی بجائے دوسری کا نام سہواً لکھے جانے کو کذب بیانی قرار دینا چھچھوراپن ہے نہ کچھ اور۔

تفہیماتِ ربّانیہ

غیر احمدی علماء کے جملہ اعتراضات کے مدلل اور ٹھوس جوابات کا مجموعہ ہے۔ بڑے حجم کے ۹۴۲ صفحات سفید کاغذ اور مجلّد ہے۔ قیمت گیارہ روپے۔ اگر بذریعہ ڈاک منگوائیں گے تو رجسٹری وغیرہ پر مزید دو روپے خرچ ہوں گے۔

جلد طلب فرما لیں!

(مینیجر الفرقان۔ ربوہ)

اک عُمر تک چلے گا بہرحال روز و شب

(جناب مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی)

تجھ کو خبر نہیں ہے کہ دل کو خبر نہیں
ذوقِ طلب نہ ہو تو دُعا میں اثر نہیں

ظلمت ہر ایک حال میں شب کی نہیں دلیل
ہر روشنی ثبوتِ طلوعِ سحر نہیں

دل ہی نہیں جو وقفِ غمِ دینِ مصطفٰےؐ
کوچہ بکوچہ نعرہ زنی کارگر نہیں

عمرِ رواں کو حسنِ عمل کی نظر سے دیکھ
یوں تو ہے مختصر سی مگر مختصر نہیں

بیچارگی یہ کون ہنسا، کس نے کہہ دیا
درماندگانِ راہ کو شوقِ سفر نہیں

اے راہرو اگر ہے سبک رَو تو مجھ سے پوچھ
اہلِ صفا کی راہ تری رہگذر نہیں

مَیں دیکھتا ہوں سدرہ و طوبیٰ سے دُور تر
پہنائیٔ فلک مری حدِّ نظر نہیں

اک عمر تک چلے گا بہرحال روز و شب
دل ہے نسیمؔ، کوئی چراغِ سحر نہیں

جناب کوثر نیازی مدیر "شہاب" کا "اعتراف"

مودودی صاحب کی "جماعتِ اسلامی" کی اندرونی حالت

"جماعت فکری و عملی دونوں پہلوؤں سے صراطِ مستقیم سے بھٹک چکی ہے" (کوثر نیازی)

جناب مودودی صاحب نے اپنی "جماعتِ اسلامی" کی بنیاد رکھتے وقت ۱۹۴۱ء میں اعلان کر دیا تھا کہ:-

"ہر شخص کو قدم آگے بڑھانے سے پہلے خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ کس **خارزار** میں قدم رکھ رہا ہے۔ یہ وہ راستہ نہیں ہے جس میں آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹ جانا دونوں یکساں ہوں نہیں یہاں پیچھے ہٹنے کے معنے **ارتداد** کے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے رستہ میں پیش قدمی کرنے کے بعد مشکلات، مصائب، نقصانات اور خطرات کو سامنے دیکھ کر پیچھے ہٹ جانا اپنی **روح** اور اپنی **حقیقت** کے اعتبار سے **ارتداد** ہے۔ ومن یولّھم یومئذٍ دُبُرہ الّا متحرفاً لقتالٍ او متحیّزاً الٰی فئۃٍ فقد باء بغضبٍ من اللّٰہ و مأواہ جھنّم وبئس المصیر۔ لہٰذا قدم اٹھانے سے پہلے خوب سوچ لو۔ جو قدم بڑھاؤ اس عزم کے ساتھ بڑھاؤ کہ اب یہ قدم پیچھے نہیں پڑے گا۔ جو شخص اپنے اندر ذرا بھی کمزوری محسوس کرتا ہو بہتر ہے کہ وہ اسی وقت رک جائے" (رسالہ رودادِ جماعتِ اسلامی حصّہ اوّل طبع اوّل)

جنوری ۱۹۵۷ء میں اس جماعت کے سابق امیر اور جماعت کے آرگن تسنیم لاہور کے سابق ایڈیٹر نے مودودی صاحب سے الگ ہوتے ہوئے اعلان کیا کہ:-

"میری یہ قطعی رائے ہے کہ اب اس جماعت میں آپ نے اصلاحِ حال کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ میں نے گزشتہ پانچ چھ سال میں ہر طریقہ سے یہ کوشش کی ہے کہ آپ دستور کی پابندی کریں ..... لیکن آپ نے ہمیشہ ان سب کوششوں کو بے اثر بنانے کی سعی کی ہے۔" (تسنیم ۱۱ر جنوری ۵۸ء)

اس کے جواب میں قیّم جماعت میاں طفیل محمد صاحب نے لکھا کہ:-

"جماعت کی پچھلی پندرہ سال کی تاریخ میں بہت سے **اصحاب** جماعت کی

رکنیت سے مستعفی بھی ہوتے رہے ہیں اور خارج بھی کئے جاتے رہے ہیں جن میں سے بعض مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے اور جماعت کے مختلف عہدوں پر بھی رہ چکے تھے لیکن مسٹر سعید ملک سے پہلے کسی شخص نے بھی آج تک جماعت کے خلاف یا جماعت کے عہدیداروں کے خلاف پریس میں پروپیگنڈا کرنے کا طریقہ اختیار نہیں کیا تھا۔" (تسنیم ۷ جنوری ۱۹۵۸ء)

۱۹۵۷ء کے بعد بھی مستعفی ہونے والوں اور خارجین کا سلسلہ جاری رہا۔ اب تازہ "ارتداد" ہفت روزہ شہاب لاہور کے ایڈیٹر جناب کوثر نیازی کا ہے۔ کوثر نیازی صاحب مودودی جماعت کے رکن رکین تھے۔ تحریر و تقریر سے سالہا سال مودودی صاحب کی جا و بے جا حمایت کرتے رہے اور شاید بہت سے عوام کے گمراہ کرنے کا موجب بھی ہوئے ہوں۔ انہوں نے اپنی علیحدگی سے پہلے ۱۲ فروری ۱۹۶۵ء کو جناب مودودی صاحب کو ایک طویل مکتوب لکھا ہے جو روزنامہ امروز لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا ہے ہم اس کے جستہ جستہ بارہ[12] اقتباسات قارئین کے ملاحظہ کے لئے درج ذیل کرتے ہیں۔ جناب کوثر نیازی لکھتے ہیں:-

(۱) "جماعت جس غلط راستے پر چل پڑی ہے بلکہ اس راستے کی جس منزل پر جا کر رُک گئی ہے اس کی مثال ایک تنگ گلی کی سی ہے جس سے پیچھے ہٹنے یا آگے بڑھنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی۔ دوسرے لفظوں میں ہماری تحریک "رہروان پشت بمنزل" کا قافلہ بن چکی ہے۔ کتمانِ حق ہوگا اگر میں جماعتی خیرخواہی کے لئے آپ کے سامنے اپنے قلبی احساسات کی یہ تصویر نہ رکھوں کہ جن تصورات کے تحت میں جماعت میں شامل ہُوا تھا آج وہ تصورات نگاہوں سے اوجھل ہو چکے ہیں اور اپنی ذاتی اصلاح و تکمیل کا جو مقصد مجھے جماعت میں لایا تھا جماعت کی پالیسی اور طرزِ عمل نے دوسرے ارکان کی طرح مجھے اس مقصد سے محروم ہی نہیں کیا بہت دُور پھینک دیا ہے۔"

(۲) "صدارتی انتخاب کی مہم کے دوران جو غلطیاں ہم سب نے کی ہیں وہ اتنی ہولناک ہیں کہ ان کے تذکرے سے بھی دل کانپتا ہے۔ اور چونکہ جماعت کی پالیسی کے تحت مجھے بھی ان غلطیوں کا بار بار ارتکاب کرنا پڑا ہے اس لئے میں ان کی شدت کو بہت زیادہ محسوس کر رہا ہوں مجلس عاملہ کے حالیہ اجلاس میں اگر اپنی غلطیوں کا احساس و اعتراف کر کے راست روی اختیار کر لی جاتی تو شاید اس احساس میں کمی واقع ہو جاتی مگر عاملہ نے اس سلسلے میں جو قرارداد منظور کی ہے اس پر مسلسل غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ

اس سے جماعت ایک ایسے راستے پر ڈال دی گئی ہے جو دینی اعتبار سے سخت **دوغلے پن** بلکہ (مجھے اس سخت لفظ کے استعمال کے لئے معاف فرمائیے) **نفاق کا راستہ ہے** اور سیاسی حیثیت سے فہم و فراست اور حکمت و دانش کے پہلو سے ہمارے دیوالیہ ہو جانے کا اعلانِ عام ہے۔"

(۳) "اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ دوسری بہت سی اصولی غلطیوں کے علاوہ ہم نے عورت کی صدارت کے مسئلہ میں جو روش اختیار کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی جو سزا ملے گی اس کا مسئلہ تو الگ ہے اس دنیا میں بھی اندرون و بیرون ملک ہماری دینی حیثیت ختم ہو چکی ہے اگر ہمیں صدر ایوب کی مخالفت کرنی ہی تھی اور محترمہ فاطمہ جناح کا ساتھ دینا ہی تھا تو سیاسی اور جمہوری ضرورتوں کا اظہار کر کے ایسا کیا جا سکتا تھا مگر اس کے لئے ہم نے غریب اسلام پر جو نوازش کی ہے اور حرمتوں کی ابدی اور غیر ابدی تقسیم کا جو نیا نظریہ پیش کیا ہے اس کے بعد دینی حلقے تو ایک طرف رہے دوسرے غیر جانبدار عناصر حتی کہ اپوزیشن تک کے بعض نمایاں افراد ہمیں ابن الوقت اور سیاست کی خاطر دین میں ترمیم و تحریف کرنے والا گروہ تصوّر کرنے لگے ہیں۔"

(۴) "اگر آپ اجازت دیں تو عرض کر دوں کہ حرمتوں میں ابدی اور غیر ابدی کی یہ تقسیم مان لینے کے بعد ہمارا موقف منکرینِ حدیث کے گمراہ کن نظریہ سے بھی زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے منکرینِ حدیث کا نظریہ یہی تو ہے کہ وہ فقط قرآن میں بیان کردہ حرمتوں کو ابدی مانتے ہیں۔ حدیث کی حرمتیں ان کے نزدیک غیر ابدی ہیں۔ مگر ہم یہ کہہ کر ان سے بھی دو قدم آگے بڑھ جاتے ہیں کہ نہیں ساری حرمتیں قرآن کی بھی ابدی نہیں۔ حرمتیں قرآن کی ہوں یا حدیث کی سب کی سب ابدی اور غیر ابدی کے خانوں میں تقسیم ہیں"

(۵) "میں آپ کے سامنے انتہائی ندامت کے ساتھ خود اپنے بارے میں بھی یہ اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے حقیر سے علم اور مطالعہ کی بناء پر میری رائے یہی تھی کہ موجودہ سیاسی اور جمہوری روایات کی بات تو دوسری ہے لیکن شرعاً عورت کسی بھی صورت میں صدرِ مملکت نہیں بنائی جا سکتی اور اس کا تو میں کوئی تصوّر اپنے ذہن میں نہیں رکھتا تھا کہ کبھی ہم بھی اسلام کے نام پر ایک خاتون کی حمایت میں ایسی تحریک چلا سکتے ہیں۔"

(۶) "میں بہت گنہگار ہوں مگر میری پوری زندگی کے گناہ ایک طرف اور ڈکلائیؒ دوسری طرف کہ میں نے جس بات کو شرعاً درست نہیں سمجھا تھا صرف جماعتی قواعد و ضوابط کی وجہ سے اس معصیت پر مجبور ہو گیا کہ اب اس کی نمائندگی کروں؟ اللہ میرے اس جرم کو معاف فرمائے۔ ورنہ ڈرتا ہوں کہ کہیں اس جرم کی وجہ سے میرا دل رہے سہے ایمان ہی سے محروم نہ ہو جائے۔"

(۷) "ہم نے ۱۹۴۹ء کی انتخابی پالیسی سے لیکر عورت کے مسئلہ صدارت تک ہر متضاد بات کے لئے جس طرح نصوص قرآن و حدیث کو پیش کیا ہے اس کے بعد اس ملک میں کوئی ذی فہم آدمی ہماری پیش کردہ دینی اور اصلاحی دعوت پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ تضادات کا شکار ہوتے جانے کے ادوار آپ سے بڑھ کر کس پر روشن ہوں گے۔"

(۸) "اگر ہم دین کے لئے کوئی کام نہ کر سکتے تو ہمارے لئے ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے کام کرنے کا دوسرا میدان باقی تھا۔ مگر میں نہایت افسوس کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ ہماری تنظیم کے قواعد اور اس کی موجودہ ہیئت اس کے لئے سخت غیر موزوں اور نامناسب ہے۔ ہمارے نظام میں محدود رکنیت کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس کی وجہ سے ہمارے ارکان کی تعداد غالباً ابھی تک ڈیڑھ ہزار سے متجاوز نہیں ہو سکی۔ اس میں بھی ہر پندرھواں رکن تنخواہ دار اور ہمہ وقتی کارکن ہے۔ جماعت کے پورے دروبست اور قیادت پر انہی ہمہ وقتی اصحاب کا قبضہ ہے۔"

(۹) "ہم نے ہمیشہ اپنے شفاخانوں اور خدمتِ خلق کے دوسرے کاموں کو جماعت کے اثر و رسوخ اور سیاسی مواقع کے حصول کے پیمانے سے ناپا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی سیاسی اور ہنگامی مقصد کے بغیر ہم خدمتِ خلق کا کوئی بھی منصوبہ زیرِ عمل نہیں لا سکتے۔"

(۱۰) "جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ جماعت کی اخلاقی حالت (میں اپنے آپ کو مستثنیٰ قرار نہیں دوں گا) انتہائی حد تک زوال پذیر ہو چکی ہے اور اس پہلو میں حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں تو بری مایوسی اور شدید ہو جاتی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں کئی مرتبہ آپ کو توجہ دلائی ہے اور

مجھے یاد ہے ہر بار آپ دل گرفتہ ہو کر سر تھام کر بیٹھ جاتے ہیں اور اعتراف کر لیتے تھے کہ یہ سب کچھ آپ کو معلوم ہے مگر آپ کچھ نہیں کر سکتے۔"

(۱۱) "جماعت میں باہمی عداوتیں ترقی پر ہیں۔ لیکن دین کے معاملات میں کارکن تو ایک طرف رہے ہمارے رہنما تک افسوسناک کردار رکھتے ہیں۔ امانتیں ضائع ہو رہی ہیں، عشر اور زکوٰۃ کی رقوم خالص سیاسی اور انتخابی مہمات اور ہمہ وقتی کارکنوں کی تنخواہوں پر صرف کی جا رہی ہیں۔ رائج الوقت سیاسی بحثیں اتنی مرغوب ہو چکی ہیں کہ ہماری مجالس میں خدا اور رسولؐ کا تذکرہ بھی برائے بیت رہ گیا ہے۔ عبادات میں ہم سخت تساہل کا شکار رہیں اور شاید یہ بھی ہمارے لٹریچر کا غیر شعوری اثر ہے جس میں عبادات کو مقصود کے لئے ذریعہ اور وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔"

(۱۲) "ہمیں کھلم کھلا اعتراف کر لینا چاہیئے کہ ہم اپنی اسکیموں میں ناکام ہو گئے ہیں لہٰذا جماعت کے کارکن اور ارکان آزاد ہیں وہ جو راستہ چاہیں اختیار کر لیں۔ کبھی خیال آتا ہے ہمیں ایک بہادر انسان کی طرح مان لینا چاہیئے کہ ہمارا فکر اور عمل دونوں غلط تھے۔ اب ہم ارکانِ جماعت کا ایک کُل پاکستان اجتماع بُلا کر اپنے لئے از سرِ نو لائحۂ عمل ترتیب دیں گے۔"

جناب کوثر نیازی کے خط کے ان "پوست کندہ **حقائق**" کو پڑھنے کے بعد جناب مودودی صاحب نے انہیں لکھا کہ "مناسب یہی ہے کہ آپ مستعفی ہو جائیں۔" چنانچہ نیازی صاحب نے استعفاء پیش کر دیا اور اس میں لکھا کہ:-

(۱) "میں اپنے سترہ سالہ تجربات کی بناء پر اس آخری فیصلے پر پہنچ چکا ہوں کہ جماعت فکری و عملی دونوں پہلوؤں سے صراطِ مستقیم سے بھٹک چکی ہے۔"

(امروز لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۵ء)

(۲) "انتہائی شرمساری اور عاجزی کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ جماعت کے **جبری نظام** کے تحت میں نے جماعت کی جن **غلط باتوں** کی تائید کی ہے اور بالخصوص جن بعض دینی حقائق کو جماعت کے غلط فیصلوں کی وجہ سے **غلط تاویلات کی صورت میں** پیش کرنے کا مرتکب ہوا ہوں اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے۔" (امروز لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۵ء صفحہ ۲)

درسِ عبرت

بچ کے رہیئے ایک سیّاسِ زمانہ ساز سے
درسِ عبرت دے رہا ہوں میں نئے انداز سے

پروازی

ایک زیرِ تحقیق موضوع

فرعونِ موسیٰ بنی اسرائیل سے تھا

(جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری)

{یہ مضمون اپنے اندر ایک جدّت اور ندرت رکھتا ہے۔ دوسرے اہلِ علم و قلم احباب سے بھی درخواست ہے کہ اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں ——— (ایڈیٹر)}

فراعنۂ مصر میں عموماً جانشین بیٹا ہوتا تھا لیکن لاوارث ہونے کی صورت میں فراعنۂ مصر جانشینی کے لئے جس کو پسند کرتے یا بہتر سمجھتے متبنّٰی بنا لیتے تھے اور اُن کی وفات کے بعد وہ تخت و تاج کا مالک ہوتا تھا۔ یہ اس قدر پُرانی رسم تھی کہ مصر کے علاوہ دیگر اقوام و بلاد میں بھی اسی قسم کا رواج تھا۔ تہذیبِ مصر کے تنزّل کے بعد تو یہ قانون کی شکل اختیار کر چکا تھا یہی وجہ تھی کہ حضرت یوسفؑ کو مصر میں اوّل عزیزِ مصر یعنی عہدۂ وزارت ملا اور بعد میں مصر کے حکمران اسرائیلی ہونے لگے تھے۔ چنانچہ قارون جو موسیٰؑ کی قوم سے تھا اور دربارِ فرعون میں بڑی شخصیت کا مالک تھا، بڑا مالدار اور رئیس تھا۔

دنیا میں انبیاء کی آمد اپنی قوم سے مخصوص رہی ہے:۔

ولقد ارسلنا نوحاً الیٰ قومہٖ۔

والیٰ عادٍ اخاھم ھوداً۔

والیٰ ثمود اخاھم صٰلحاً۔

اسی طرح حضرت یعقوبؑ جن کا لقب اسرائیل تھا اور اُن کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں اُن میں جس قدر نبی پیدا ہوئے سب کے سب قومی نبی محض بنی اسرائیل کے لئے تھے۔ جن میں موسیٰؑ صاحبِ شریعت نبی تھے اور تورات میں بنی اسرائیل کے متعلق مکمّل ہدایات تھیں۔ موسیٰؑ کی نبوّت کا تعلق اور تورات کی شریعت کا دائرہ مخصوص قوم تھی یعنی بنی اسرائیل جو توحید کے قائل اور ظاہری طور پر ختنہ کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اس پیغام کی حدود بنی اسرائیل سے باہر نہ بڑھ سکتی تھیں۔ یہ نسلی مذہب تھا، تبلیغی نہ تھا۔ غیر اقوام بنی اسرائیل میں شامل نہ ہو سکتی تھیں اس لئے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے اور ترقی کرنے کے لئے بنی اسرائیل پابند تھے۔ فرمایا:۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ
تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ۔ (الصف)

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے
کہا اے میری قوم! تم مجھے کیوں دُکھ
دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری
طرف اللہ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں"

جس سے ظاہر ہے کہ موسیٰؑ خود اسرائیلی نبی ہیں اور بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور ان کی قوم سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ قوم کے معنی عربی زبان میں صرف ایک نسل کے انسانوں کے نہیں ہوتے بلکہ مددگاروں اور ہم خیال لوگوں کی جماعت

کے بھی ہوتے ہیں خواہ وہ دنیوی وجود سے تعلق رکھتے ہوں یا دینی وجوہ سے" (تاج العروس) اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے قوم کے معنے سیاق وسباق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بدلتے رہتے ہیں اسلئے کہیں نسلی تعلق، کہیں سیاسی رشتہ، کہیں ہم مذہبی ہم خیال یا اعوان وانصار موزوں رہیں گے۔ اور قاعدہ کلیہ کے طور پر "لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" نبی ورسول کی آمد مختص بالقوم رہی ہے کیونکہ وہ اُن کی زبان، عادات و رسوم، آداب وحالات سے خوب واقف ہوتا ہے۔ نیز اس کا اپنا چلن قوم کے سامنے کھلی کتاب کی طرح روشن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا
عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
رَسُولًا ۝ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ
فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۝ (مزمل: ۱)

"کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جس طرح فرعون کی طرف ہم نے رسول بھیجا تھا۔ چونکہ فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی اس لئے ہم نے اس کو ایک وبال والے عذاب سے پکڑ لیا۔"

یہاں اگر فرعون موسیٰؑ کی قوم سے نہ تھا تو موسیٰؑ اس کی طرف نبی بنا کر نہ بھیجے جا سکتے تھے۔ نیز فرعون بصورت غیر قوم اُن کی فرمانبرداری کا مکلف نہ تھا اسی لئے عذاب کی گرفت درست نہیں ٹھہرتی۔ فرمایا:۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ
بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ (اعراف ۹)

"پھر ہم نے ان نبیوں کے بعد موسیٰ کو اپنے نشان دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا۔"

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ
مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ...... قَدْ
جِئْتُكُمْ ...... (اعراف: ۹)

"اور موسیٰؑ نے فرعون سے کہا میں سب جہانوں کے رب کی طرف سے رسول ہوں .... تمہارے پاس آیا ہوں .."

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ
لَكَ ۔ (اعراف ۹)

"اگر تُو نے ہم سے عذاب دُور کرا دیا تو ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔"

مندرجہ بالا آیات سے موسیٰؑ کی بعثت فرعون کی طرف ہوئی اور موسیٰؑ نے خود بھی اس سے جا کر یہی کہا کہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں اور فرعون نے عذاب کے دُور ہونے پر موسیٰؑ سے وعدہ کیا کہ وہ اُن پر ایمان لے آئیگا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ موسیٰؑ کی طرف سے فرعون کو یہ دعوت تھی کہ اگر وہ ایمان لائے گا تو اس پر سلامتی نازل ہوگی اور اگر وہ انکار کرے گا تو خدائی گرفت سے بچ نہ سکیگا۔ چنانچہ سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي
وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي اِذْهَبَا إِلَىٰ

حاصلِ مطالعہ

(از جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

"دولت کا خزانہ"

ایک پادری طالب الدین صاحب لکھتے ہیں:۔

"ناممکن نہیں کہ ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اگر وہ (یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام ناقل) اپنے خیالات کو خود رقم کرتا تو اُس کے نام اور کام کو بقائے دوام حاصل ہوتی اور دنیا کے ہاتھ میں اس کی ایک کامل تصویر آجاتی اور شاید ہم اِس بات کو سوچ کر شوق سے بھر جاتے اور بے ساختہ بول اُٹھتے کہ اُس کے ہاتھ کا لکھا ہُوا رسالہ ہمارے لئے بے قیاس دولت کا خزانہ ہوتا۔" ("حیاتِ المسیح" صفحہ ۱۳۵)

کتنی دردناک ہے یہ حقیقت کہ عیسائی دنیا خطۂ ارض کے بیشتر حصہ پر حکمران ہونے اور بے شمار دولت و ثروت کی مالک ہونے کے باوجود حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھ سے لکھے ہوئے صرف ایک رسالہ کو دیکھنے کے لئے آج تک ترس رہی ہے اور اس کو "بے قیاس دولت کا خزانہ" قرار دیتی ہے مگر اُمّتِ مسلمہ کو جس کے لئے مسیحِ محمدی نے اپنے قلم سے ایک شاندار لٹریچر پیدا کر کے علم و معرفت کا ایک لازوال خزانہ عطا کر دیا ہے ابھی تک کسی ظاہری مال کی تفہیم کا انتظار ہے۔

حضرت عیسٰیؑ اور اُن کا اُستاد

علّامہ محمد بن ابراہیم ثعلبی نے اپنی کتاب "قصص الانبیاء" (مطبوعہ مطبع حجازی قاہرہ) میں مندرجہ ذیل حدیث نبوی درج کی ہے:۔

عن ابی سعید الخدری، قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اِنَّ عیسٰی ارسَلَتْهُ اُمّهٗ لِيَتَعلَّمَ فقال له المعلِّمُ قل بسم اللّٰہ فقال عیسٰی وما بسم اللّٰہ قال المعلّمُ ما ادری قال عیسی الباء بهاءُ اللّٰہ والسین سناءُ اللّٰہ والمیم مملکته جلَّ وعلا" (صفحہ ۲۲۹)

یعنی حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اُن کی والدہ (حضرت مریمؑ) نے استاد سے تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیجا۔ استاد نے کہا کہ "بسم اللہ" کہو حضرت عیسٰیؑ نے دریافت کیا کہ بسم اللہ کیا ہے؟ استاد نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ حضرت عیسٰی نے فرمایا ب سے مراد اللہ تعالیٰ کی شان، س سے مراد اس کی عظمت، اور میم سے اسکی مملکت مراد ہے۔

ابلیس کا مرکزی مقام؟

تاج المتکلمین نجم الواعظین مورخ یگانہ حضرت مولانا مولوی سید نجم الحسن صاحب" ناظم اعلیٰ پاکستان شیعہ مجلس علماء خطیب جامع شیعہ پشاور" کی مشہور کتاب "چودہ ستارے" کا ایک دلچسپ اقتباس :-

"امام مہدی علیہ السلام .... اسی طرح زندہ اور باقی ہیں جس طرح حضرت عیسیٰ، حضرت ادریس، حضرت خضر، حضرت الیاس، نیز دجال بطال، یاجوج ماجوج اور ابلیس لعین زندہ اور باقی ہیں اور ان سب کا مرکزی مقام موجود ہے مثلاً .... دجال بطال طبرستان کے جزیرہ مغرب میں .... اور ابلیس لعین استعمار ارضی کے وقت والے پایۂ تخت ملتان میں۔" (صفحہ ۴۷۴)

اہل اللہ کے رُوحانی اثرات

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے اکابر تلامذہ میں شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری بھی ہیں جنہوں نے "معرفت الٰہیہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جسے ناظم خانقاہ اشرفیہ نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۳۹ پر شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کی یہ روایت درج ہے کہ :-

"قاز ایک چڑیا ہے جو انڈے دے کر اُڑ جاتی ہے اور کوسوں دور رہ کر توجہ سے انڈوں کو حرارت پہنچاتی ہے اور اس حرارت سے بچے نکل آتا ہے۔ جب ادنیٰ مخلوق کی توجہ میں یہ اثر حق تعالیٰ نے رکھا ہے تو اہل اللہ میں ایسے اثرات کے متعلق کیا تعجب ہے۔"

جو اصحاب علم و دانش حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزہ "تخلق من الطین کھیئۃ الطیر" کو محض ایک مادّی رنگ دینے پر مُصر ہیں وہ اس نکتہ پر بھی غور فرمائیں کہ حضرت مسیح کی روحانی تاثیرات سے اگر حواری آسمانِ روحانیت میں محوِ پرواز ہونے والے پرندے بن گئے تو اس پر تعجب کی کیا بات ہے۔

سرکاری مُہر

اسی کتاب میں نعم علیہم کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"ہر چیز اپنے مرکز اور خزانے سے ملتی ہے آگ آگ کے خزانے سے، پانی پانی کے خزانے سے، اسی طرح نیز انعام والے بندے دین کے خزانے ہیں دین انہیں کی تابعداری سے ملے گا۔ مگر انعام نبوت و صدیقیت و شہادت و صلاحیت کی سرکاری مُہروں کو دیکھ کر ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہیئے۔" (صفحہ ۲۳۰)

خوابوں کی نرالی دُنیا

سلطان المشائخ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کا ایک عجیب خواب :-

"ایک روز حضرت قبلہ نے حلقہ نشین علماء سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے دونوں پاؤں کے نیچے مصحف حمید یعنی قرآن مجید ہے اور میں اس کے اُوپر کھڑا ہوا ہوں، اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟ سارے علماء اس خواب کی تعبیر بیان کرنے سے عاجز آگئے۔ پس آپ نے مولوی محمد عابد سکری علیہ الرحمۃ کو جو کہ بڑے متبحر اور متدین عالم تھے طلب کیا اور اُن کے سامنے خواب بیان کیا۔ مولوی صاحب آداب بجا لائے اور کہا کہ مبارک ہو کیونکہ قرآن شریف عین شریعت ہے اور جناب والا کے دونوں قدم ہر زمانہ میں جادۂ شریعت پر مستحکم رہے ہیں اور اب بھی ہیں" (تذکرہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اردو ترجمہ نافع السالکین" صفحہ ۱۵۶ ناشر شعاعِ ادب مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور)

موجودہ مسلمان اور قرآن مجید

"مدرسہ اشرف العلوم" چنیوٹ کی سالانہ روئداد ۶۳-۱۹۶۲ء میں شائع شدہ نظم کے مندرجہ ذیل اشعار (خواہ شعر و سخن کے فنی معیار پر پورے نہ اُتریں) مگر اپنے اندر ایک بھاری سبق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کو غور سے پڑھیں اور علماء کی حالت پر نظر کریں۔

؎ درس قرآں نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
ہم نے قرآن کو مسلک جو بنایا ہوتا
قوم کے خفتہ نصیبوں کو جگایا ہوتا
چاٹ لیں تم نے کتب فلسفہ و منطق کی
ہاتھ جو بھولے ہی سے قرآں کو لگایا ہوتا
لائی ہر ڈاک ترے واسطے یورپ کی کتاب
گھر سے ہمسایہ کے قرآں بھی منگایا ہوتا
غیر یورپ ہی کی تقلید اگر تھی منظور
تو نمونہ نہ اسے ہر طرح سے بنایا ہوتا
وہ انجیل تجھ کو یہاں سنانے آئے
تُو نے قرآن وہاں جا کے سنایا ہوتا

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک الہام و کشف

"حدیقہ محمودیہ" (ترجمہ روضہ قیومیہ) میں لکھا ہے کہ:-

"حضرت مجدد الف ثانی کو ہمیشہ کعبہ شریفہ کی زیارت کا شوق رہتا تھا... کیا مشاہدہ فرماتے ہیں کہ تمام عالم انسان، فرشتے، جن سب کی سب مخلوق نماز میں مشغول ہے اور سجدہ آپ کی طرف کر رہے ہیں... تو معلوم ہوا ظاہر ہوا کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہے .... اسی اثناء میں الہام ہوا کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیج دیا ہے اور تمہاری

خانقاہ کی زمین کو بھی کعبہ کا مرتبہ دے دیا ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا اسی نور کو اس جگہ امانت کر دیا ہے۔ اس کے بعد کعبہ شریف نے خانقاہ مبارک میں حلول کیا اور دونوں کی زمین باہم مل جل گئی۔ اس زمین کو بیت اللہ کی زمین میں فناء اور بقاء اتم حاصل ہوا اور خانقاہ حضرت مجدد الف ثانی کی ساری کی ساری زمین مع دقائق و حقائق کے کعبہ کی زمین سے خلط ملط ہو کر متحقق ہو گئی۔" (جلد اول ص ۷۶ مطبع بلبر پریس ریاست فریدکوٹ پنجاب)

لوحِ محفوظ میں دعا سے تبدیلی

لوحِ محفوظ دعا سے بھی بدل سکتی ہے۔ اس کی ایک عجیب مثال حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حالات میں ہمیں ملتی ہے چنانچہ "مجموعہ حالات و مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی" میں لکھا ہے کہ:-

"ایک دن صبح کے حلقے میں آپ نے فرمایا کہ اپنے یاروں میں سے ایک کی پیشانی پر ھوالکافر لکھا ہوا پاتا ہوں۔ تھوڑے ہی دن نہ گزرے تھے کہ مولانا محمد طاہر لاہوری کافر ہو گئے۔ آپ اس بلا کے رفع کے لئے متوجہ ہوئے۔ دیکھا تو لوحِ محفوظ میں ھوالکافر لکھا ہوا ہے۔ آخر آپ گریہ و زاری کے ساتھ جناب باری میں مشغول ہوئے اور عرض کیا کہ خداوندا حضرت غوث اعظمؒ نے فرمایا ہے کہ میرے واسطے سے قضاء رد ہو جاتی ہے اگر محض اپنی عنایت عامہ سے یہ قضا بھی محو ہو جائے تو تیری وسعتِ رحمت سے کچھ دور نہیں ہے۔ آپ کی دعا جناب الٰہی میں قبول ہوئی اور مولانا محمد طاہر پھر اسلام سے مشرف ہوئے اور مقامات عالیہ پر پہنچے اور آخر میں خلافت اور منصبِ قطبیت سے سرفراز ہوئے۔" (صفحہ ۸۸، ۸۹)

"الف لیلہ"

چراغ حسن حسرت کا تبصرہ جناب سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی ساحرانہ خطابت پر:-

"اکثر مقرر تقریر کرنے کھڑے ہوتے ہیں تو موضوعِ سخن سے بہت دور جا پڑتے ہیں۔ سید عطاء اللہ شاہ کی جادو بیانی مسلم ہے لیکن ان کی تقریر کا کوئی خاص موضوع نہیں ہوتا بلکہ بات سے بات نکالتے جاتے ہیں۔ اگر ان کی تقریر لکھ دی جائے تو ایسا معلوم ہوگا کہ بہت سے چٹکلے اور لطیفے ایک جگہ جمع کر دیئے گئے ہیں۔ یوں کہنا چاہیئے کہ ان کی تقریر اچھی خاصی الف لیلہ ہوتی ہے کہ ایک کہانی میں سے کئی کہانیاں نکلتی چلی آتی ہیں۔ یہ تشبیہ آپ کے مذاق پر بار ہو تو اسے غزل کہہ لیجئے جس کے اشعار اپنی اپنی جگہ تو خوب ہیں مگر ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔" ("مردم دیدہ" صفحہ ۱۸۶)

تفہیماتِ ربانیہ } غیر احمدی علماء کے جملہ اعتراضات کے مدلل جواب۔ بڑا سائز حجم ۸۴۴ صفحات سفید کاغذ قیمت مجلد گیارہ روپے۔ اخراجات رجسٹری و محصول ڈاک دو روپے۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

قبلۃ الانبیاء

(جناب شیخ عبد القادر صاحب محقق - لاہور)

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کے بعد بحکمِ الٰہی لوگوں میں اس بیت العتیق کے حج کا اعلان فرما دیا۔

اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی نسل خواہ وہ اسرائیل کے بیٹے ہوں یا اسماعیل کے، بنی قطورہ ہوں یا بنی عیسو سب کے سب حج بیت اللہ کے پابند اور اس فریضہ کے ادا کرنے والے تھے۔ تورات میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے پوتے کا نام حاجی تھا جس سے حاجیوں کا گروہ نکلا۔ (گنتی ۲۶/۱۵)

(۲) جب تک بنی اسرائیل مصر میں رہے غالباً اُن کا قبلہ مشرق میں یعنی ارضِ حجاز میں تھا۔ حجاز کو وہ ارضِ قِدَم کہتے تھے۔ قِدَم کے معنی سامنے کے حصہ یا قبلہ کے ہیں۔ چونکہ اس وقت قبلہ مشرق میں تھا اس لئے اس کے دوسرے معنی سرزمینِ مشرق کے ہیں۔ بعد میں عرب کے لئے ارضِ قِدَم یعنی سرزمینِ مشرق کا نام مشہور ہو گیا۔ تورات میں لکھا ہے کہ بنی اسماعیل مشرق میں ارضِ قِدَم میں جا بسے (پیدائش ۲۵/۶)

قرآن حکیم میں ہے کہ بنی اسرائیل جب مصر میں تھے تو ان کو اپنے گھروں کو قبلہ رُخ کرنے کا حکم دیا تھا۔

وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (یونس: ۹)

اپنے گھروں کو قبلہ رُخ کر لو اور نماز کھڑی کرو۔

(۳) حج بیت اللہ کا ثبوت تورات سے بھی ملتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں کھڑے ہیں۔ آپ کی درخواست کے الفاظ تورات میں درج ہیں کہ ہم نے مِدْبر میں حج یہواہ کے لئے جانا ہے اور وہاں قربانیاں کرنی ہیں (خروج ۵/۱، ۱۰/۹) مِدْبر کے معنی وادی غیر ذی زرع (waste land) کے ہیں۔ مِدْبر بیابانِ عرب کا قدیم نام ہے۔

(۴) مصر سے نکل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ہمراہ شاہراہِ حج پر گامزن ہوئے۔ سینا کی زیارت کے بعد فاران کے قادس میں پہنچے (قادس کے معنی حرم کے ہیں) یہاں ان پر خدا تعالیٰ کا جلوہ نازل ہوا (گنتی ۱۳/۲۶، استثناء ۳۳/۲) القادس مکہ معظمہ کا قدیمی نام ہے (ابن کثیر)۔ احادیث

میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے
حج کا ذکر ہے۔

(۵) اس کے بعد بنی اسرائیل کی چالیس سالہ مسافرت کا
دور ہے۔ اس عرصہ میں وحی خداوندی کے مطابق
ایک مسکن عبادت بنایا گیا۔ جسے خیمہ اجتماع بھی کہا گیا
بنی اسرائیل کی یہ سفری مسجد تھی۔ جہاں وہ جاتے
بتائے ہوئے نمونہ کے مطابق خیمہ اجتماع نصب
کر لیتے۔ اردگرد بارہ اسباط اپنے خیمے لگا لیتے۔
مسکن عبادت ایک مستطیل چاردیواری کا نام ہے
جس پر احمریں یہ دوں کا غلاف چڑھا دیا جاتا۔ یہ
بنی اسرائیل کا کعبہ تھا اور ان کی عبادت کا مرکز۔
مسکن عبادت سے وابستہ تہواروں کو تورات
میں حج کے نام سے موسوم کیا گیا۔ گویا بنی اسرائیل
نے ایام مہاجرت میں کعبۃ اللہ کا ایک ماڈل
بنا کر حج کی یاد کو زندہ رکھا۔

(۶) بنی اسرائیل کا مسکن عبادت بوجوہ ذیل کعبۃ اللہ
کا نمونہ ہے۔

(ا) شروع میں کعبۃ اللہ ایک مستطیل چاردیواری
تھی جس پر چھت نہیں تھی۔ دروازہ مشرق
میں رکھا گیا۔ بنی اسرائیل کا مسکن عبادت
بھی ایک مستطیل چوبی چاردیواری کا نام ہے
جس کا دروازہ مشرق میں تھا۔

(ب) جس طرح کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے عبادت
کی جاتی ہے اسی طرح مسکن عبادت بنی اسرائیل
کا قبلہ تھا۔ (ابن خلدون) مسکن عبادت
میں جنوب کے رُخ مناسک ادا کئے جاتے
عہد کا صندوق جس میں الواح تورات تھیں
شمالاً جنوباً رکھا جاتا۔ شمعدان بھی جنوب
میں تھا۔
بنی اسرائیل کے نزدیک ارض جنوب
ہبط انوار الٰہی تھی (حبقوق ۳/۳) کنعان کے
جنوب میں کعبۃ اللہ ہے۔

(ج) جس طرح کعبۃ اللہ کے مناسک میں قربانیاں
بھی داخل ہیں۔ ثم محلها الی البیت
العتیق۔ اسی طرح خیمہ اجتماع میں قربانیاں
ہوتی تھیں۔

(د) جس طرح کعبۃ اللہ کو بیت اللہ کہا گیا اسی طرح
مسکن عبادت کو بیت یہواہ کہا جاتا۔

(ہ) جس طرح خانہ کعبہ کی عبادت و زیارت کو حج
کہا گیا۔ اسی طرح خیمہ اجتماع کی عبادات کو
تورات میں حج کا نام دیا گیا۔ اس موقعہ پر
سال میں ایک دفعہ ساری قوم خدا کے حضور
حاضر ہوتی تھی۔

(س) جس طرح کعبۃ اللہ کا طواف ضروری ہے
اسی طرح لوگ خیمہ اجتماع کے اردگرد کھڑے
ہوتے تھے اور خدائی تجلیات ان پر ظاہر
ہوتی تھیں۔ (گنتی ۱۱/۲۴-۲۵، ۱۲/۴-۵)

(ص) جس طرح کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھانے کا
رواج ہے۔ اسی طرح مسکن پر احمریں یہ دوں
کا غلاف تھا۔

(ض) جس طرح کعبۃ اللہ کے مشرق میں چاہِ زمزم ہے۔ اسی طرح مسکن کے مشرق میں ایک حوض بنایا جاتا ہے (خروج ۳۰ : ۱۸)

مختصر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں حرم مکہ کا گراؤنڈ پلان دیا گیا ہے خیمہ اجتماع کا گراؤنڈ پلان نیو ورلڈ بائیبل ٹرانسلیشن کے آخری ورق پر ملاحظہ کیجئے۔ دونوں میں بڑی حد تک مماثلت ہے، کیا ارض حرم کے نقشہ کے مطابق خیمہ اجتماع بنایا گیا؟ مکمل تحقیق کے بعد کوئی قطعی رائے دی جا سکتی ہے۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

(ط) حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ تک بنی اسرائیل نے کوئی ہیکل تعمیر نہیں کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے زمین کا ایک ٹکڑا خرید کر ہیکل کے لئے وقف کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہیکل تعمیر کیا۔ بعد تکمیل مسکنِ عبادت کو لا کر اس میں رکھ دیا گیا۔ اب بنی اسرائیل ہیکل کی طرف رُخ کر کے عبادت کرتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا ہیکل بے نام و نشان ہو جائے گا۔

"اس گھر کو جسے میں نے اپنے نام سے مقدس کیا ہے اپنے سامنے سے دُور کر دونگا" (تواریخ ۷ : ۲۰)

چونکہ بنی اسرائیل شرک میں مبتلا ہو گئے اسلئے حضرت سلیمانؑ کے بعد ہیکل متروک ہو گیا اور قوم جلا وطن ہو گئی۔ جلا وطنی سے واپسی پر ہیکل دوبارہ تعمیر کی گئی۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ ہیکل دوبارہ متروک ہو گی اور خدا کی بادشاہت ایک دوسری قوم کو دے دی جائے گی۔ اور ایک رد شدہ اُن گھڑے پتھر والی عمارت جناب الٰہی میں مقبول ہوگی۔ (یوحنا ۴ : ۲۱-۲۴، متی ۲۱ : ۴۲-۴۴)

یہ ہے مختصر تاریخ بنی اسرائیل کے قبلہ اور اُن کے مرکزِ عبادت کی۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بیت اللہ کی بجائے ہیکل یروشلم کو قبلہ کیوں مقرر کیا گیا؟ میرے نزدیک مندرجہ ذیل وجوہ ممکن ہیں :-

۱۔ بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کی مخاصمت حج بیت اللہ کے راستہ میں روک تھی اسلئے اسرائیلی نسل کے لئے ایک نیا گھر مرکزِ عبادت بنایا گیا۔

۲۔ کعبۃ اللہ میں بُت رکھ دیئے گئے۔ یہ گھر بیت اللہ کی بجائے بیت الاصنام بن گیا۔

تیسری صدی میں یہود عرب نے حمیری بادشاہ کے دربار میں اقرار کیا کہ کعبۃ اللہ حضرت ابراہیمؑ کا بنا کردہ خدا کا گھر ہے لیکن اس کا حج ہم اسلئے نہیں کرتے کہ اس میں بُت رکھ دیئے گئے ہیں +

"فریق لاہور نمبر"
یعنی
غیر مبائع بھائیوں کے سامنے اختلافی مسائل کا حل نیز اتحاد کی مؤثر دعوت ـــــ یہ نمبر شروع مئی ۱۹۶۵ء میں شائع ہو جائیگا انشاء اللہ۔ اپنے مقالات، نظم و نثر جلد بھجوا دیں۔ نیز مطلوبہ تعداد سے بھی مطلع فرما دیں (ادارہ)

قتلِ دجّال کے لئے نبی کا آنا ضروری ہے

(چودھری ارشاد علی خان صاحب مظفرگڑھ)

ہمارے غیراحمدی احباب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کے نبی کے آنے کا انکار کر دیا کرتے ہیں۔ اس کے جواب کے لئے مَیں دو اقتباس درج کرتا ہوں۔

سلسلہ احمدیہ کے شدید معاند "شیخ الحدیث" مولانا سیّد بدرِ عالم صاحب اپنی کتاب **"نزولِ مسیح"** میں تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "دجالِ اکبر کی آمد کی پیشگوئی نوح علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام کرتے چلے آئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے کہ اتنی بڑی گمراہی دنیا کی پیدائش سے لیکر آج تک کبھی ظاہر نہیں ہوئی اس لئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ دجال ایک مرکزی طاقت ہے اور ایک مرکزی طاقت کے مقابلے کے لئے ضرور کوئی مرکزی طاقت ہی آنی مناسب ہے۔ اب اگر اس کے مقابلے میں کسی اُمتی کو کھڑا کر دیا جاتا تو وہ اس کا صحیح مقابل ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ دنیا میں بھی کُشتی میں پہلوانوں کا جوڑ دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح حکومتوں کے مقابلے کے وقت بھی ان کی طاقتوں کا توازن ضروری ہوتا ہے جس کو آجکل (Ballance of Power) کہا جاتا ہے.... اسلئے ضروری ٹھہرا کہ **اس کا قاتل کوئی نبی ہو۔**" (نزولِ مسیح ص۷۷)

(۲) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا اہم مقصد دجال کا قتل ہے اور چونکہ اس کا مقابلہ براہِ راست انبیاء علیہم السلام کے سالہا سال ہے۔ اسی لئے ہر نبی نے اسکی آمد سے اپنی اُمت کو ڈرایا ہے اسلئے ضروری ہوا کہ اس کے قتل کے لئے خداتعالیٰ کے رسولوں میں ہی سے کوئی رسول آئے.... اس کے قتل کیلئے **ایک نبی ہی کی تشریف آوری ضروری** تھی۔" (نزولِ مسیح ص۱۲۴) +

فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

پھر فرمایا:- فَأْتِيَاهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا
رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنٰكَ
بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ - وَالسَّلٰمُ
عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ اِنَّا
قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ
عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ (طٰهٰ ع)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے ہمراہ ہارونؑ کو بھی کر دیا کہ دونوں فرعون کو جا کر کہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانوں کے ساتھ اس کے پاس آئے ہیں۔ اگر وہ تسلیم کرے تو بہتر ہوگا ورنہ جھٹلانے اور پیٹھ پھیر لینے پر اللہ تعالیٰ اُسے مصیبتوں میں ڈال دیگا۔ اس تقریر کے جواب میں فرعون کے مختصر الفاظ اس کی قومیت کو ظاہر کر دیتے ہیں:-

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا
کہنے لگا اے موسیٰ کیا تو اسلئے ہمارے
پاس آیا ہے کہ ہم کو ہماری زمین سے
نکال دے“

یعنی یہ ملک مصر جس پر ہم قابض و حکمران ہیں اسے اسلئے چھوڑ کر تیرے ساتھ چل پڑیں کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے نبی و رسول بنا کر بھیجا ہے ــــ کہ بنی اسرائیل کو اس ملک سے لیکر باہر نکل جا اور جو یہ بات مان لے وہ تو امن میں رہے گا اور جو انکار کرے اس پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا ــــ فرعون اپنے تئیں بنی اسرائیل میں شامل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ چھوڑ کر تیرے سپرد یہاں سے بنی اسرائیل کی نکاسی کا کام ہے اس لئے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں بھی تخت و تاج، شان و شوکت، مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر تمہارے ساتھ نکل کھڑا ہوں۔ حالانکہ اس ملک کی تمام پیداوار، رعایا اور لشکر، نہریں اور سواریاں ہمارے تحت ہیں۔ تم کو ہم نے پالا ہے۔ تمہارے پاس نہ وجاہت ہے اور نہ مؤثر کلام کر سکتے ہو۔ تم نے ہمارے آدمی کو مار دیا تھا اور ہم نے اس کا بھی انتقام نہیں لیا۔ تم اس ملک سے نکل کر پانی اور خوراک کا کیا انتظام کر سکتے ہو۔ یہاں ہم خود بادشاہ ہیں اور ایسے طریق پر چل رہے ہیں جو عمدہ اور پُرامن ہے اور تمہاری سب باتیں فریب دینے والی ہیں۔

اگر فرعون بنی اسرائیل کی کثرت تعداد سے خائف تھا تو اس کے لئے یہ بہت اچھا موقع تھا کہ وہ انکو موسیٰؑ کے کہنے پر ملک بدر کر دیتا اور خلاصی حاصل کرتا ــــ اور اگر وہ تھوڑے تھے تو اُن کی موجودگی ملکی ثروت و امن پر اثر انداز نہ ہو سکتی تھی۔ فرعون نے اسی لئے موسیٰؑ سے پوچھا کہ ہمارے باپ دادوں نے تو یہ باتیں سُنی نہیں، اور وہ اسی ملک میں رہے، اُن کا کیا حال آپ بتاتے ہیں؟ (فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى) ان میں بنی اسرائیل کے بھی بزرگ شامل تھے اسلئے سامعین میں سے چند لوگ ہی موسیٰؑ کے ہم خیال بن سکے اور باقی لوگوں نے موسیٰؑ کی تبلیغ کی تائید نہ کی اور موسیٰؑ کے مقابلہ کی ٹھان لی۔

فرعون خوب سمجھتا تھا کہ اگر بنی اسرائیل یہاں سے چلے جائیں اوّل تو یہ اس امر کا اقرار ہوگا کہ موسیٰؑ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اُن کی فرمانبرداری ضروری ہے اور نافرمانی

بلا سزا نہ رہے گی تب تو تمام بنی اسرائیل چھوٹے بڑے، مرد عورت، حاکم ماتحت سب کو موسیٰؑ کے احکام کی تعمیل کرنا لازمی تھی اور فرعون خود بھی اس زمرہ میں ہونے کی وجہ سے خدائی فیصلہ سے باہر نہ جا سکتا تھا۔

دوم اگر بنی اسرائیل نکل جائیں تو فرعون کی پشت و پناہ کمزور ہوتی تھی۔ پھر وہ اور اس کے چند افسران رعایا کو کیسے سنبھال سکتے تھے اور دوسری قوم کا ان حالات میں غالب آجانا آسان تھا۔

یہ دونوں پہلو فرعون کی ذات کیلئے اور بنی اسرائیل کے لئے نہایت خطرناک تھے۔ وہ خدائی عذاب سے صدیوں سے ناآشنا تھے اس لئے اس نے موسیٰؑ سے کہا "اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا" کیا ہم نے تجھے بچپن میں نہیں پالا؟ اور پھر قوم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" یعنی میں نے تمہاری پرورش آرام اور امن کا بندوبست کیا ہے۔ اور تمہارے نبی کی بھی ہم نے پرورش کی ہے۔ اس صورت میں دنیاوی ربوبیت کے لئے تو میں ہی "ربکم الاعلیٰ" ہوں۔ رب العالمین جس کی طرف سے موسیٰؑ کا آنے کا دعویٰ ہے وہ میں نہیں ہوں۔ اگر موسیٰؑ رب العالمین کی طرف سے رسول آئے ہیں تو تم ان سے اپنے آباؤ اجداد کا حال دریافت کر لو۔ چنانچہ موسیٰؑ نے "فما بال القرون الاولیٰ" کا جواب یہ دیا "عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتَابٍ" کہ یہ اللہ بہتر جانتا ہے مجھے علم نہیں۔ فرعون جھٹ پکار اٹھا کہ میں موسیٰؑ کو جھوٹا خیال کرتا ہوں۔

غرض بنی اسرائیل کے آخری نبی عیسیٰؑ بھی بنی اسرائیل کی طرف ہی مبعوث ہوئے نہ کہ دوسری اقوام کی طرف۔ دوسری قوموں کو تو انہوں نے کتوں سے تشبیہ دی اور بنی اسرائیل کو لڑکوں سے۔ فرمایا "وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ" کہ عیسیٰ بن مریم بھی بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے۔ لہذا حضرت یوسفؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک جس قدر بھی نبی بنی اسرائیل سے آئے وہ تمام کے تمام بنی اسرائیل کے لئے تھے اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارونؑ کا فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا جانا ظاہر کرتا ہے کہ یہ تینوں اسرائیلی تھے۔ "اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى" (سورۃ قصص) "ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ" — "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ" (سورۃ روم) کہ ہم نے کئی رسول تجھ سے پہلے ان کی قوموں کی طرف بھیجے تھے۔ "وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ" (سورۃ مومن)

ان آیات سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسول اپنی قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ نیز موسیٰؑ کو فرعون اور اس کے سردار ہامان اور قارون کی طرف بھی بھیجا۔ خاص طور پر قارون کا موسیٰؑ کی قوم سے ہونا بھی بیان کیا۔ گویا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے رسول تھے اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے

تھے اس لئے فرعون، ہامان اور قارون بھی بنی اسرائیل تھے
اگر اس بات سے شبہ گزرے کہ سورۂ قصص میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "فرعون نے مصر میں اس کے اہل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا یعنی تقسیم کر دیا تھا اور ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا" تو اس سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کمزور گروہ بنی اسرائیل تھا اور دوسرا گروہ غیر از بنی اسرائیل تھا بلکہ یہ دو گروہ بنی اسرائیل کے ہی تھے۔ ایک وہ جو غریب تھے جیسے **آل عمران** یعنی موسیٰ کی قوم۔ دوسرے امراء جو فرعون کے ساتھ حکومت کے کارکن تھے وہ **آل فرعون** سمجھے جاتے تھے۔

آگے چل کر الفاظ "هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ" صرف اس قدر ظاہر کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک حصہ موسیٰؑ کی تائید کرتا تھا اور دوسرا مخالفت کرتا تھا کہ مصر سے نکلنے کا حکم دانشمندانہ نہیں ہے اور فرعون اور اس کے سردار دوسرے مسلک کے لوگ تھے۔ یہ سیاسی گروہ بندی تھی چنانچہ یہودیہ میں بھی اسرائیل کی دو شاخیں آباد تھیں جو یہودی کہلاتے تھے اور باقی دس قبائل دیگر مقامات پر مکین تھے۔ ان کو بنی اسرائیل کہا جاتا تھا۔

دراصل بنی اسرائیل وہ گروہ کہلاتا تھا جو مذہب کا حامی تھا اور موسیٰ علیہ السلام انہیں میں پیدا ہوئے تھے اور فرعون کی اپنی بیوی بوجہ اسرائیلی ہونے کے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی تھی اور فرعون کے مذہب و اعمال سے بیزار تھی۔ فرعون اپنی مخالفت برداشت نہ کر سکتا تھا اس لئے اسرائیلیوں کو مصر کے دُور دُور علاقوں میں بھیج کر سخت مشقت کے کام لیتا تھا اور اُن کی بیویاں اُن سے جُدا گھروں میں رہتی تھیں۔ اِس طرح وہ بڑی مصیبت کا شکار تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو نجات کے لئے دردِ دل سے پکارتے تھے۔ جب اُن کی آہ و فغاں عرشِ بریں تک پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا کہ تمہارا سلوک اِن لوگوں سے اچھا نہیں تم اِن کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دیدو۔ "اَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ"

غرض فرعون کے اسرائیلی نہ ہونے کا کہیں اشارہ تک نہیں بلکہ تمام قرآن و واقعات یہ شہادت دیتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھا جیسے قارون۔ اور وہ دونوں بنی اسرائیل کو بہت دُکھ دیتے تھے۔ حالانکہ ان کے اعلیٰ مقام کا تقاضا تھا کہ وہ سب قوم سے یکساں سلوک کرتے ۔

۳۶

چھتیس روپے

دس سالہ سکیم میں سے چھ سال باقی ہیں اسلئے جو دوست مبلغ چھتیس روپے ادا فرما کر **الفرقان** کے **خاص معاونین** میں شامل ہونا چاہیں ان کے لئے **موقعہ** ہے۔ رسالہ بھی چھ سال تک ملتا رہے گا اور دعا کے لئے تحریک میں بھی نام درج ہوتا رہے گا۔

جزاکم اللہ خیراً۔ (**مینیجر الفرقان ربوہ**)

مشرقی پاکستان میں اسلام کا آغاز

(۲)

(جناب مولوی مصلح الدین صاحب بنگالی بی۔اے، چٹاگانگ)

ضلع بوگرا میں اسلام

مشرقی پاکستان میں جس طرح ساحلی علاقوں میں اسلام کی تبلیغ مسلم تاجروں اور درویشوں کے ذریعہ ہو رہی تھی اسی طرح اندرونِ علاقوں میں بھی اسلام کی تبلیغ انہیں مجاہدوں کے ذریعہ پھیل رہی تھی۔ یہاں کے ابتدائی تبلیغی حالات بھی کافی دلچسپ ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ضلع بوگرا کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بوگرا شہر کے قریب تقریباً چھ میل دُور ایک جگہ ہے جو مہاستان کے نام سے مشہور ہے کسی زمانہ میں یہ جگہ ہندو راجہ کا دارالسلطنت تھا اور ہندو تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا۔ آجکل بھی ہندوؤں کا "مقدس مقام" ہے۔ ہر سال اس جگہ ایک میلہ لگتا ہے جہاں ہزاروں ہندو دُور دراز علاقوں سے اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ بھارت سے بھی ہر سال ہزاروں لوگ اس میلہ میں شرکت کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس علاقہ کا حکمران "پرشورام" نامی ایک ہندو راجہ تھا اس وقت شاہ سلطان بلخی نامی ایک مسلمان درویش اس علاقہ میں وارد ہوئے تھے۔

بعض قدیم تاریخی کتابوں میں "سلطان بلخی" کا ذکر موجود ہے۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان بلخی بلخ کے رہنے والے تھے طبیعت کے بہت نیک تھے، دنیا سے ان کو نفرت تھی۔ دنیوی معاملات میں زیادہ دلچسپی نہ لیتے تھے۔ چنانچہ وہ سلطنت چھوڑ کر روحانی علوم اور گیان و معرفت حاصل کرنے کے لئے ملک عرب روانہ ہو گئے اور توفیق نامی ایک استاد کے شاگرد ہو گئے۔ کچھ عرصہ ان کی صحبت سے فیضیاب ہو کر اور روحانی علوم سے مستفیض ہو کر اپنے استاد کے فرمان کے مطابق اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی غرض سے سمندری سفر اختیار کیا اور مختلف علاقوں کی سیر و سیاحت اور تبلیغ کے بعد مشرقی بنگال پہنچ گئے۔ سب سے پہلے وہ "شرن دیپ" جس کو سندیپ کہا جاتا ہے پہنچے جو چاٹگام کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ یہاں کچھ روز قیام کے بعد انہوں نے دوسری کشتی پر سوار ہو کر سمندر پار کیا اور "سری رام نگر" گاؤں میں وارد ہوئے۔ یہ مقام ضلع ڈھاکہ میں واقع ہے اور آجکل سری رام پور کے نام سے مشہور ہے۔ اُس وقت اِس گاؤں میں ایک ہندو راجہ بنام بلرام حکمران تھا۔ وہ کٹر مذہبی آدمی تھا۔ اس کی سرپرستی میں بہت سے بُت خانے قائم تھے۔ مختلف دیویوں کے نام پر مختلف بُت خانے موجود تھے۔ اس علاقہ میں بُت پرستی عام تھی۔ راجہ کا بھی ایک خاص مندر

لہ سلسلہ کے لئے دیکھیں الفرقان اکتوبر ۱۹۶۴ء

تھا جس میں مختلف بُت رکھے ہوئے تھے۔ مسلم درویش کو جب اس عام بُت پرستی کا علم ہوا تو فوراً راجہ کے خاص مندر میں گئے اور وہاں بآوازِ بلند اذان دینی شروع کر دی۔ روایت ہے کہ جب کلمۂ توحید سے فضا گونجنے لگی تو راجہ اس سے خوفزدہ ہو گیا اور درویش سے جنگ کی ٹھان لی۔ آخر راجہ جنگ میں ہلاک ہوا، مندر کے تمام بُت پاش پاش ہو گئے اور راجہ کا جانشین حلقہ بگوش اسلام ہو کر تخت نشین ہوا۔

بعد ازاں جب مسلم درویش تبلیغی و تمدنی کام میں سرگرمِ عمل تھے، ان کو معلوم ہوا کہ ضلع بوگرا "مہاستان" نامی علاقہ میں ایک راجہ رہتا ہے جس کا نام "پرشورام" ہے۔ یہ راجہ بہت طاقتور تھا۔ عالی شان دربار لگایا کرتا تھا۔ ہندو مذہبی رسوم کی ادائیگی میں بھی بہت کٹر تھا۔ اس کے کئی خاص مندر تھے جن میں پوجا پاٹ کیا کرتا تھا۔ اس کی ایک خوبصورت دھرم بہن "شیل دیوی" تھی اور ایک خوبصورت کنواری لڑکی بھی اس کے پاس رہا کرتی تھی۔ ان کی بھلائی اور خوشنودی کی خاطر راجہ ہر سال ایک انسان کی قربانی دیتا تھا۔ راجہ کی اس انسانیت سوز حرکت کو دیکھ کر مسلم درویش کی اسلامی غیرت جوش میں آئی اور فوراً اس علاقہ کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر راجہ کو اسلام کا پیغام دیا اور اس سے محل کے باہر ایک چھوٹی سی جگہ نماز پڑھنے کے لئے حاصل کر لی۔

معلوم ہوتا ہے کہ مسلم درویش نے وہاں کافی عرصہ تک قیام کیا اور ہمیشہ روزہ، نماز اور دیگر عبادات میں مصروف رہتے تھے اور ساتھ ہی لوگوں کو دینداری، راستبازی اور خدا پرستی کی تلقین کرتے تھے اور اوہامِ باطلہ کی تردید میں لگے رہتے تھے۔ وہاں بھی انہوں نے بہت سی کرامات دکھائیں جن سے لوگ متأثر ہوئے اور اسلام کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے۔ راجہ خود بھی ان باتوں سے متأثر تھا بلکہ کسی قدر خائف بھی تھا اور درویش کو ایک کامل انسان سمجھنے لگا تھا مگر حکومت کے نشہ میں یہ گوارا نہ تھا کہ اسلام قبول کرے۔ آخر درویش اور اس کے ساتھیوں سے راجہ نے جنگ شروع کر دی۔ راجہ پرشورام اس جنگ میں مارا گیا۔ اس کی فوج کا سپہ سالار "سرخاب" اور کنواری لڑکی "رتنومنی" نے اسلام قبول کیا اور بعد میں ان دونوں کی اسلامی طریقوں پر شادی ہو گئی۔ شیلا دیوی دورانِ جنگ میں فرار ہو کر کسی دوسری جگہ پناہ گزین ہو گئی تھی اس کو پکڑنے کی کوشش کی گئی مگر وہ قریب ہی بہتے ایک دریا میں کود گئی اور ڈوب کر مر گئی۔ اس جگہ آجکل جو میلہ لگتا ہے اسی واقعہ کی یادگار بتایا جاتا ہے۔

اس مسلم درویش مبلغ کا نام اگرچہ شاہ سلطان بلخی "ماہی سوار" بتایا گیا ہے تاہم یہ ان کا اصل نام نہ تھا۔ اورنگ زیب کے دورانِ حکومت میں ۱۶۸۵ء (۱۰۹۶ھ) ان کی درگاہ کے مجاوروں کے نام جو شاہی فرمان جاری ہوتے تھے ان میں ان کا نام میر سید سلطان محمود ماہی سوار لکھا ہوتا تھا اور یہی دراصل ان کا نام ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

میر سید سلطان محمود اندازاً ۴۳۹ھ یعنی ۱۰۴۷ء میں مہاستان میں وارد ہوئے تھے۔ بہرحال یہ یقین ہے کہ سلطان محمود بنگال میں ترکی حکومت قائم ہونے سے پہلے پہنچ چکے تھے اور ان کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ ان علاقوں میں وسیع پیمانہ پر ہو چکی تھی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ مسلم تاجر اور درویش ساحلی علاقوں میں سمندری راستوں کے ذریعہ مسلمان حکومت

قائم ہونے سے پہلے آ گئے تھے اسی طرح سلطان محمود شاہی ہوا بھی عرب سے تبلیغ کی غرض سے ہی نکلے تھے اور کفر و باطل کو مٹانے کے لئے مہاستان گئے اور لوگوں کو اسلام کا پیغام دیا۔

اندرونِ علاقہ میں اسلام

ضلع بوگرا کے بعد اندرونِ علاقہ میں جہاں مسلم درویشوں اور فقیروں کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ ہوئی وہ میمن سنگھ کا علاقہ بتایا جاتا ہے۔ اس علاقہ میں ایک مقام "مدن پور" کے نام سے مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس علاقہ کے حکمران کا نام "کوچ" تھا۔ اس راجہ کے دورِ حکومت میں ایک مسلم درویش شاہ محمد سلطان رومی نامی اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ تبلیغ کی غرض سے ۴۴۵ھ یعنی ۱۰۵۳ء میں مدن پور وارد ہوئے۔ مسلم درویش نے راجہ اور اس کی رعایا کو اسلام کا پیغام دیا۔ راجہ بہت ہوشیار اور چالاک تھا اس نے درویش کو مختلف طریقوں سے آزمایا آخر ان کی روحانی طاقت اور دعاؤں کے ذریعہ فوق العادت کرامات دیکھنے کے بعد لوگ متاثر ہوئے اور اسلام کی اعلیٰ تعلیم کی طرف کھنچتے چلے آئے اور اس طرح ہزاروں لوگ ان کی بے لوث قربانی اور خدمت کی وجہ سے اسلام میں داخل ہوئے۔

دوسرے جن علاقوں میں مسلمان درویشوں نے ابتدائی دور میں مشرقی پاکستان میں اسلام کی تبلیغ کی ہے وہ ضلع ڈھاکہ کا علاقہ ہے۔ بکرم پور اور عبداللہ پور کا علاقہ اس سلسلہ میں خاص طور پر مشہور ہے۔ اس علاقہ کا حکمران جب بلال سین تھا اس وقت ایک مسلم مبلغ "بابا آدم" نامی تبلیغ کی خاطر اس علاقہ میں وارد ہوئے تھے۔ راجہ نے ان کے ساتھ جنگ کی۔ بابا آدم اس جنگ میں شہید ہوئے۔ اس کے بعد راجہ بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ چتا میں جل کر مر گیا اسلئے آج تک لوگ اس راجہ کو "جلے ہوئے راجہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بابا آدم کا مقبرہ بکرم پور میں موجود ہے ہزاروں لوگ آج بھی اس درگاہ کی زیارت کرتے ہیں۔ اس مقبرہ کے نزدیک ایک قدیمی مسجد ہے جو ۱۴۸۳ء میں تیار ہوئی ہے۔

بابا آدم کے بعد ایک اور شخص کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بھی ان علاقوں میں تبلیغی غرض سے آئے تھے ان کا نام شاہ نعمت اللہ ہے اور بت شکن کے لقب سے معروف ہیں۔ ان کی قبر ڈھاکہ دلکشا باغ کے نزدیک آج تک موجود ہے اس کے نزدیک ایک افغان خاندان کے زمانہ کی پرانی مسجد بھی ہے ان کی قبر کے ساتھ دو اور قبریں بھی موجود ہیں۔ غالباً یہ قبریں ان کے ساتھیوں کی ہوں گی۔

حضرت شاہ نعمت اللہ بت شکن ایک قدیم اسلامی مبلغ ہیں جو کسی زمانہ میں یہاں آئے تھے اور ساری عمر یہیں بسر کی۔ آپ نے میدانِ عمل میں ہی وفات پائی اور شہداء میں نام لکھوا کر اس سرزمین میں مدفون ہوئے جس سے تمام تاریخ دانوں کا اتفاق ہے۔ ڈھاکہ کی قدیم تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علاقہ جہاں آپ تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف تھے کسی وقت ہندوؤں کا ایک عظیم مرکز تھا۔ ہندو اپنی مذہبی رسوم کی ادائیگی بہت شان و شوکت سے کرتے تھے۔ اس علاقہ میں آپ کی تبلیغی کوششوں اور روحانی کرامات اور اعلیٰ نمونہ کی وجہ سے ہزاروں ہندو حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تھے۔

ان کے علاوہ ہزاروں ایسے اسلامی مجاہد اس سرزمین میں مدفون ہیں جن کے تبلیغی کارنامے اور خدمات ابھی تک پردہ اخفاء میں ہیں۔ اگر ان کی تحقیق اور تفتیش کی جائے تو نہایت ایمان افروز واقعات دستیاب ہوں گے۔ (باقی صفحہ ۴ پر)

ایک مولوی صاحب کے سوال کا جواب

سوال :- مکرم مولوی تاج محمد صاحب فقیر والی ضلع بہاولنگر سے لکھتے ہیں :-

"مکرم بندہ جناب مولانا ابوالعطاء صاحب! بعد از سلام مسنون عرض ہے کہ غلام جیلانی صاحب برق کی کتاب حرفِ محرمانہ صلا پر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان مارچ ۱۹۱۴ء سے مندرجہ ذیل اقتباس درج ہے۔

"اُمّتِ محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آسکتے۔ چنانچہ نبی کریم صلعم نے اپنی اُمّت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی خبر آپؐ نے دی ہے"

مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں کہ تشحیذ الاذہان میں وہ مضمون جس کا اقتباس یہ ہے جماعت احمدیہ کے کس عالم کی طرف سے لکھا گیا تھا۔

۲۔ آیا جناب مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

جواب کا امیدوار ہوں۔"

الجواب :- (۱) جواباً گزارش ہے کہ تشحیذ الاذہان قادیان مارچ ۱۹۱۴ء میں مضمون زیر عنوان "چند سوالوں کے جوابات" میں یہ الفاظ درج ہیں اور یہ مضمون ہمارے استاد حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؓ کا ہے۔

(۲) مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کا مذہب حضور علیہ السلام کے ذیل کے دو اقتباسات سے عیاں ہے۔ فرمایا :-

(الف) "اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو" (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۶)

(ب) "ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۲)

اب حضرت مولوی صاحب کے مضمون میں مندرجہ بالا عبارت کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اُمّت میں بجز مسیح موعود کے کوئی ایسا نبی نہیں ہے جس کے بارے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے معین طور پر نام لے کر نبی ہونے کی خبر دی ہو یا یہ تسلیم کیا جائے گا کہ حضرت مولوی صاحب اپنے اس نظریہ کی وجہ سے کہ "خاتم نبوت ظلیہ ضرور ہے کہ **صرف ایک** ہی ہو۔ ہاں ظلی غیر اتم میں کثرت جائز ہے اور ایسے اظلال اپنی ظلیت کے مطابق نبوت سے حصہ پا سکتے ہیں جن جزوی نبوت

ہے لیکن جزوی نبوت نبوت نہیں ہے۔" (تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۳) یہی سمجھتے ہوں کہ اُمتِ محمدیہ میں صرف مسیح موعود نبی کہلائے گا۔ اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود کے درمیانی زمانہ میں کوئی اور نبی آنے والا نہ تھا۔ خود حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے دوسری جگہ تحریر فرمایا ہے کہ:-

"حضور (یعنی حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) نے کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور بار بار اس کا اعادہ فرمایا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں منصبِ نبوت پانے میں آپ ہی مخصوص ہیں اور آپ سے پہلے قطعاً کوئی شخص اس اُمت میں ایسا نہیں گزرا جس پر اس نام کا اطلاق درست ہو۔" (رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۱۱)

پس چونکہ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی بعد کی متعدد تحریروں سے بوضاحت ثابت ہے کہ آپ مانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے اُمتی کو ہر کمال مل سکتا ہے وہ "باوجود اُمتی ہونے کے نبی بھی ہو سکتا ہے" اسلئے یہی کہا جائے گا کہ یا تو تشحیذ الاذہان والا مضمون لکھتے وقت نفی کرنے سے آپ کی مراد یہ تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے اور کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور یا یہ سمجھا جائے گا کہ آپ اس وقت اتم ظلّ پر ہی نبی کے اطلاق کو روا سمجھتے تھے۔ مزید مطالعہ سے آپ پر مزید انکشاف ہو گیا۔ باقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کا اس بارے میں مسلک اوپر درج ہو چکا ہے اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا بھی آخری مسلک بہرحال یہی تھا۔

جناب مولوی تاج محمد صاحب! یہ تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کسی صحابی کا قول نبی کے قول کے مقابل پر حجت نہیں ہوتا۔ ہاں اگر تطبیق ممکن ہو تو اُسی کو اختیار کیا جائے گا اور یہی آخوط طریق ہے سلف صالحین بھی اسی پر عمل پیرا رہے ہیں اور یہی ہمارا عمل ہے۔ وما علینا الّا البلاغ المبین +

مشرقی پاکستان میں اسلام کا آغاز

(صفحہ ۳۸ سے آگے)

پس اسلام مشرقی پاکستان میں بھی تلوار سے نہیں بلکہ اپنی اعلیٰ تعلیم اور گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے پھیلا ہے۔ سرزمینِ مشرقی پاکستان اُن مجاہد، درویشوں اور فقیروں کی مرہونِ منت ہے جن کی اَن تھک کوششوں کی وجہ سے اسلام کا جھنڈا اس علاقہ میں بلند ہوا اور جن کے فیض و برکت سے اسلام کے نور سے لوگ منوّر ہوئے۔

افسوس کہ آج کے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر علامہ اقبال کا یہ شعر سطحِ ذہن پر اُبھر آیا ہے ؎

بیدار ہوں دل جس کی فغانِ سحری سے
اِس قوم میں مدت سے وہ درویش ہے نایاب

میرے تبلیغی سفروں کے مختصر حالات

(از جناب سائیکل سیّاح قریشی محمّد حنیف صاحب قمؔر علوی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "دہلی کے پرے بہت کم لوگوں کو ہمارے دعاوی کی خبر ہے۔ اس کا انتظام یوں ہونا چاہیئے کہ ایک لمبا سفر کیا جاوے اور اس میں یہ تمام کتب جو کہ بہت سا ذخیرہ پڑا ہوا ہے تقسیم کی جاویں تاکہ تبلیغ ہو"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز "آپ کی تلاش ہے" کے زیرِ عنوان تحریر فرماتے ہیں کہ "کیا آپ سفر کر سکتے ہیں، اکیلے بوجھ اٹھا کر، بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو؟"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۲۳ء میں جب علاقہ یوپی کی ملکانہ قوم میں آریوں کے مقابل پر تبلیغ اسلام کرنے کے لئے واقفین کا مطالبہ کیا تو قریباً ۰۰ ۔ ۷ واقفین نے حضور کی اس آواز پر لبیک کہی اور یکے بعد دیگرے تین تین ماہ کے لئے اپنے آپکو وقف کیا۔ آنے جانے کا کرایہ اور وہاں رہنے کا خرچ اور اہل و عیال کا خرچ سب واقف مبلغ کے ہی ذمہ ہوتا تھا۔ ان واقفین میں سے ایک یہ راقم عاجز قریشی محمد حنیف قمؔر بھی تھا جو کہ تیسرے وفد میں آگرہ گیا اور ۹ ماہ تک وہاں تبلیغی کام کرتا رہا۔ آگرہ، متھرا، بھرتپور، علی گڑھ کے اضلاع کے سائیکل پر اور ریل پر اور پیدل بھی، لمبے لمبے سفر کئے۔ جن کی تعداد دس ہزار میل ہے۔ تین ہزار سائیکل پر اور باقی ریل پر اور پیدل۔

قادیان سے جب حضور نے دُعا کر کے رخصت کیا تو عاجز راقم کی جیب میں صرف دو پیسے تھے مگر توکلاً علی اللہ چل پڑا اور پردہ پوشی کے لئے دعائیں کرنے لگا۔ نہر پر نماز مغرب اور عشاء پڑھ کر روانہ ہوئے تو مجھے ایک رومال راستہ سے ملا جس میں پانچ آنے کے پیسے تھے۔ پھر ایک سوئی ملی اور پھر ایک چادر ملی۔ چونکہ میرے ہاتھ میں بتی تھی اسلئے یہ چیزیں مجھے ہی نظر آئیں کیونکہ میں قافلہ کے آگے آگے چلتا تھا۔

ان تینوں چیزوں کے ملنے سے میں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ غیب سے نقدی بھی دے گا اور میرا سہارا ہوگا۔ اور پردہ پوشی فرمائے گا۔ چنانچہ سارا عرصہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسا ہی سلوک میرے ساتھ کیا۔

ضلع متھرا کے موضع بیری میں جب میری ڈیوٹی لگی تو ایک روپیہ کے سودا سے میں نے قریباً ایک ماہ کا خرچ خوراک پورا کر لیا۔ جس کا ذکر ۲۳ء کے اخبار الحکم میں بھی ہے۔ یہ عاجز ۱۹۲۴ء میں آگرہ سے واپس آگیا۔ حضرت

امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ لندن تشریف لے جانے والے تھے۔

حضور جب لندن اور دمشق کے لمبے سفر سے معہ اپنے دیگر ۱۲ ساتھیوں کے تشریف لائے تو عاجز قادیان ہی میں موجود تھا۔ استقبال اور آمد کا عجیب و غریب نظارہ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ الحمد للہ۔

پھر حضور نے (عاجز کے کام سے خوش ہو کر محترمی ڈاکٹر نور احمد صاحب واقفِ زندگی کی درخواست کے مطابق جو کہ وہاں کے انچارج تھے) موضع سانڈھن کے مدرسہ احمدیہ کی مدرسی کے لئے مقرر فرمایا اور میں نے اڑھائی سال تک وہاں کے ملکانہ طلباء کو تعلیم دی۔ میری اہلیہ اوّل عزیز بیگم صاحبہ بنت جناب مرزا محمد اشرف صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ سانڈھن میں عورتوں اور لڑکیوں کو ۲ سال تک دینیات پڑھاتی رہیں۔

۱۹۲۷ء میں واپس قادیان آ کر چند ماہ قیام کیا تو جناب محترمی سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے موضع کیرنگ ضلع پوری (اڑیسہ) کی مدرسی کے لئے بھیج دیا۔ تین ماہ کے بعد میں نے قصبہ سونگڑہ کی جماعت کی تجویز کے مطابق اڑیسہ میں تبلیغی کام شروع کر دیا۔ بعض احباب نے چند ماہ وظیفہ سے میری امداد کی۔ مگر پھر یہ انتظام بند ہو گیا اور پھر عاجز نے آگرہ کے سفر کی طرح توکلاً علی اللہ کام کو جاری رکھا اور آٹھ سال تک کام کرتا رہا۔ اب میں اپنی ۴۳ سالہ تبلیغی زندگی کے چیدہ چیدہ چند واقعات بطور نمونہ بیان کرتا ہوں تاکہ احباب اندازہ لگا سکیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سفروں میں اور تبلیغ میں کس طرح آسانیاں پیدا کیں اور نصرت فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ

---

(۱) اڑیسہ کے شہر سمبلپور میں یہ عاجز بذریعہ ریل دو دوستوں کے درمیان صلح کرانے شہر کنڈاپاڑا سے گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے دونوں کے درمیان صلح کرا دی۔ وہ باہم راضی ہو گئے۔

اس موقعہ کو غنیمت جان کر میں نے وہاں ایک سیرت النبیؐ کا جلسہ کرنے کی تجویز کی۔ مگر ٹاؤن ہال دینے کا وعدہ کرنے کے باوجود چیئرمین نے انکار کر دیا اور ایک ہندو وکیل بھی جو صدارت کے لئے تجویز کیا گیا تھا پیچھے ہٹ گیا مگر میں مایوس نہ ہوا۔ دعائیں کرتا ہوا ہندو ڈی سی صاحب کے پاس جا پہنچا اور درخواست دے کر ٹاؤن ہال کی منظوری لے لی۔ یہ اجازت نامہ دیکھ کر ٹاؤن ہال کے منتظم حیران ہوئے۔ اور پھر روشنی اور فرش اور فرنیچر کا سارا انتظام کرا دیا۔ ہم (تین احمدیوں) نے شہر میں جلسہ کی منادی کرا دی۔ قریباً ۲۰۰ کی حاضری ہو گئی۔ حاضرین میں سے ایک اَور وکیل صاحب کو صدر جلسہ بنا دیا اور دیگر مقررین کے علاوہ عاجز نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر دو تقریریں کیں جن کو صدر صاحب اور حاضرین نے بہت پسند کیا اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کو بہت سراہا۔

ہماری یہ کامیابی دیکھ کر شہر کے لوگ حیران رہ گئے +

(جاری ہے)

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل، کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت مند احباب

ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں!

گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۵ - نیو ٹمبر مارکیٹ

لاہور - فون نمبر ۶۲۶۱۸

سٹار ٹمبر سٹور، ۹۰ فیروزپور روڈ لاہور ؛ لائلپور ٹمبر سٹور راجباہ روڈ لائلپور - فون نمبر ۳۸۰۸

سرزمین قادیان کا اولین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

۱۹۱۱ء سے آپ کی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے!

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے

زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی ۳ روپے

زدجام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۴۰ گولی ۴ روپے

قدیمی — اولین — شہرۂ آفاق
حب اٹھرا رجسٹرڈ
مکمل کورس پونے چودہ روپے

حب مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایکماہ ۳ روپے

نرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے

حکیم نظام جان اینڈ سنز
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

الفرقان کے خاص معاونین

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان بزرگوں، بھائیوں اور دوستوں کو جزائے خیر بخشے جنہوں نے الفرقان کی دس سالہ تحریک میں حصہ لیکر اعانت فرمائی۔ جزاہم اللہ خیراً۔ احباب بھی ان کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ایڈیٹر)

ربوہ - دارالہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ
- حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔ اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم۔ ایس سی۔
- جناب چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب ہیلتھ آفیسر
- جناب قریشی عبدالرشید صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔ اے غانا
- جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب سابق مبلغ افریقہ
- حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

قادیان دارالامان

- حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت
- حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے
- جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب

- جناب سید شہامت علی صاحب باہتہ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس "
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر مظفر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدرالدین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹو گرافر
- جناب عبیدالرحمٰن صاحب فانی
- جناب چوہدری مبارک علی صاحب (انور ماسہ)
- جناب چوہدری عبدالقدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب فسو آنہ
- جناب چوہدری عبدالحلیم صاحب فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خان صاحب جنیوٹ

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۵ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیرالدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور بریکنے ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض ریڈیو سروس
- جناب چوہدری اعجاز نصراللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبدالحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس ڈی۔ او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبدالحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر عبدالحق صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس
- جناب ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبدالکریم صاحب قصور
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- جناب الیس ریو شیخ صاحب کوثر
مینجنگ ڈائرکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ

- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر عبدالعزیز بھٹی صاحب سمن آباد
- جناب شیخ بشیر احمد فضل احمد صاحبان "
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبدالرحمٰن صاحب ناصر مرحوم
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد "
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ جج
- جناب عبدالرشید صاحب افریقی جسونت بلڈنگ
- جناب چوہدری منور لطف اللہ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم۔ اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا
- جناب چوہدری منور احمد صاحب مال روڈ
- محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری عزیز احمد صاحب

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر

- جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
- جناب کیپٹن اے ۔ یو ۔ زیڈ احمد صاحب
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
- جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ
- جناب محی الدین صاحب بلیا روڈ ا روڈ
- جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ
- جناب محمد لودی صاحب فاروق سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ
- جناب سید منظور علی صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
- جناب ایم ۔ اے غنی صاحب بی ۔ اے
- جناب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب خاکی بی ۔ اے
- جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
- جناب قاضی عبد السلام صاحب بھٹی آف نیروبی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب
- جناب میاں ضیاء الدین صاحب

ضلع ملتان

- جناب ملک عمر علی احمد صاحب مرحوم
- جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب امیر جماعت
- جناب پیر نصیر احمد صاحب بڈیو فورمین
- جناب چوہدری عبد الحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ماسٹر نواب دین صاحب ایم ۔ اے
- جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم بی بی ایس بوریوالہ
- جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ

- جناب شیخ محمد منیر صاحب احمد ۔ دنیا پور
- جناب چوہدری متور احمد خان صاحب حرم گیٹ
- جناب چوہدری محمد اکرم اللہ صاحب اوگی ایڈ کمپنی
- جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان خانیوال
- جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
- جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب
- جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر
- جناب چوہدری شریف احمد ولی محمد صاحبان خانیوال
- جناب شیخ عبد الغفور صاحب ٹھوا ری نہر

ضلع شیخوپورہ

- جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
- جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد امبالوی
  رائس ڈیلر ۔ منڈی مریدکے ۔
- جناب حافظ عبد الواحد صاحب ایم ۔ اے ۔ بی ٹی
- جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب ٹاؤن ملیریا آفیسر

ضلع گوجرانوالہ

- جناب عبد الرحمٰن صاحب ایم میجر سنگر مشین
- جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب باگورا وزیر آباد
- جناب میاں برکت علی غلام علی صاحبان ”
- جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز ”
- جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ ”
- جناب میاں محمد خان اکبر علی صاحبان ”
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ
- جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب تھانہ بازار
- جناب چوہدری اشرف علی صاحب مرالی والا

- جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے
- جناب سید سجاد حیدر صاحب قانونگو (ربوہ)
- جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق نظام آباد
- جناب بشیر احمد صاحب ایگزیکٹو انجینئر گوجرانوالہ
- جناب میاں قمر الدین صاحب کھوکھر مرحوم ”
- جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک ”
- جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب ”

ضلع جہلم

- جناب سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب اسٹیشن محلہ
- جناب سیٹھی عبد الحق صاحب مین بازار
- جناب حوالدار مبارک احمد صاحب چکوال

ضلع گجرات

- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
  امیر جماعت احمدیہ گجرات ۔
- جناب چوہدری عبد المالک صاحب کھاریاں
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبد العزیز صاحب
  منڈی بہاؤ الدین ۔
- جناب پیر نصیر احمد صاحب شوگر انسپکٹر گجرات
- جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال

ضلع سیالکوٹ

- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ مرحوم
- تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں بذریعہ جناب بابو
  قاسم الدین صاحب امیر جماعت ۔
- جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب
- جناب چوہدری ابراہیم صاحب ڈرائنگ ماسٹر
- جناب کیپٹن بشارت احمد صاحب سیالکوٹ

- جناب چوہدری عبد الستار صاحب درگانوالی
- جناب میاں سلطان احمد خان صاحب مونگی گوراہ
- جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
- جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور
- جناب خواجہ عبد الرحمٰن صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب
- جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
- جناب رانا عبد الحمید خان صاحب کنجروڑ

کوئٹہ

- جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
- جناب شیخ عبد الاحد صاحب تاجر
- مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
- جناب الحاج خلیفہ عبد الرحمٰن صاحب
- جناب محمد عبد الحق صاحب بجوہ میڈیکل ہال
- احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
- جناب خان عبد الوحید خان صاحب
- جناب ڈاکٹر عبد السمیع صاحب ڈی ۔ ایچ ۔ پی
- جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
- جناب سیٹھ محمد سعید صاحب
- جناب ماسٹر عبد الکریم صاحب
- جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
- جناب چوہدری محمود احمد صاحب
- جناب عطاء الحق خان صاحب سنٹرل روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

- جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
- جناب نصیر احمد خان صاحب ناصر خانیوہ
- جناب حاجی عبد الرحمٰن صاحب رئیس باندھی
- جناب محمد عبد اللہ صاحب ،،
- جناب رئیس عبد الحمید صاحب ،،
- جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
- جناب چوہدری عطا محمد صاحب گوٹھ امام بخش
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب چوہدری برکت علی صاحب گوٹھ سردار محمد پنجابی۔
- جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
- جناب حاجی قمر الدین صاحب ،،
- جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
- جناب چوہدری غلام رسول صاحب
- جناب ڈاکٹر عبد القدوس صاحب نواب شاہ
- جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
- جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریاخان مری
- جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ نواب شاہ
- جناب چوہدری نتھے خان صاحب
- جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب صدیقی امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص۔
- جناب ابو عبد الغفار صاحب حیدرآباد
- مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور
- جناب چوہدری شاہ دین صاحب گوٹھ شاہ دین
- جناب فضل الرحمٰن خان صاحب زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد۔
- جناب ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب رحیم آباد
- جناب چوہدری فضل احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خان
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب کرونڈی
- جناب مولوی عبد الحق صاحب ،،
- جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب ڈیرہ نواب شاہ
- جناب چوہدری محمد اکرام صاحب شاہ لطیف آباد
- جناب ملک رشید الدین صاحب خیرپور

بہاولپور

- جناب عزیز محمد خان صاحب بہاولپور (لاہور)
- جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف
- جناب مرزا ارشد بیگ صاحب بہاولپور

کراچی

- جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ملک مبارک احمد صاحب
- جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب کاٹھی والے
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب تنویر
- جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
- محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب شیخ محمد رفیق صاحب اشرف فرنیچر کمپنی
- جناب حافظ عبد الغفور صاحب ناصر
- جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
- جناب چوہدری محمد خالد صاحب
- جناب شیخ عبد الحفیظ صاحب ۳ مارکیٹ روڈ
- جناب محمد شریف صاحب چغتائی۔
- محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم۔ ارشاد صاحب
- جناب عبد الرزاق صاحب مہتہ
- جناب عبد القاسم صاحب بنگالی
- جناب قاضی محمد اسلم صاحب (لاہور)
- جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
- محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ ،، ،، ،،
- جناب میجر محمود عبد اللہ صاحب بہار
- جناب ملک رشید احمد صاحب بندر روڈ
- جناب چوہدری شاہنواز خان صاحب شاہنواز لمیٹڈ
- جناب چوہدری احمد مختار صاحب المختار لمیٹڈ
- جناب چوہدری آفتاب احمد صاحب وکٹوریہ روڈ
- جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
- جناب میجر عبد اللطیف صاحب مالک اکبر کمپنی
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب سوڈا ایجنٹ
- جناب عبد الرحیم صاحب مہر شاہ مارٹن روڈ
- جناب مولوی عبد المجید صاحب دہلوی نائب امیر جماعت
- جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
- جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
- جناب حاجی رشید احمد صاحب
- جناب مرزا محمود رفیق صاحب چغتائی ناظم آباد
- جناب مرزا عبد الوحید صاحب لیاری کوارٹرز
- محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ فضل حق خان صاحب
- جناب ملک منیر احمد صاحب قیصر سینما
- جناب سعید احمد خان صاحب

بہاول نگر

- جناب چوہدری غلام مصطفےٰ احمد دین صاحبان چک $\frac{144}{L-R}$
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور سوڈا لسٹی۔
- جناب چوہدری غلام قادر صاحب اینڈ کمپنی ہارون آباد
- جناب چوہدری علم دین صاحب کمیشن ایجنٹ ہارون آباد۔
- جناب مولوی محمد شفیع صاحب کانڈار چک $\frac{117}{7\text{-}R}$
- جناب چوہدری عبد العزیز صاحب باجوہ ہارون آباد۔
- جناب چوہدری علی شیر صاحب چک ۱۲۹ مراد
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک $\frac{103}{6\text{-}R}$

پشاور

- جناب محمد سعید احمد صاحب ایبٹ آباد
- جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خان صاحب ہوتی
- جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور
- جناب عبد الستار صاحب قریشی نوں

لائلپور

- جناب صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب

• جناب مبارک علی صاحب وابیاہ روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق
لدھیانوی۔ مرحوم۔ جڑانوالہ۔
• جناب الحاج شیخ عبداللطیف صاحب لائلپور
• جناب آغا محمد فہیم صاحب لڈانا جراعدین صاحب
چک ۲۹۲ گ۔ ب۔

دیگر اضلاع

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
• جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ ″
• جناب شیخ محمود صاحب کمول ریالہ اسٹیٹ
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
• جناب سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی
• جناب مختار احمد صاحب بٹ کوٹلی
• جناب محمد منظور احمد صاحب ایڈووکیٹ ″
• جناب محمد لطیف صاحب کانڈار ″
• جناب سید حسین شاہ صاحب عارف والہ
• جناب قاضی برکت اللہ صاحب ایم۔ اے
سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
• جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم ″ ″
• جناب ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کیمبلپور
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب منٹگمری

مشرقی پاکستان

• جناب مولوی ابوالصلاح محمد صاحب بی۔ اے
امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان۔
• جناب ایس۔ ایم حسن صاحب ڈھاکہ
• جناب قاضی خلیل الرحمن صاحب خادم
بخشی بازار روڈ۔
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی۔ پی۔ ایچ
نارائن گنج۔
• جناب شیخ عبدالمجید صاحب ڈھاکہ
• جناب چوہدری نور احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج
• جناب چوہدری سیف اللہ خان صاحب سلہٹ
• جناب ملا فضل کریم صاحب
• جناب چوہدری عزیز احمد صاحب
شاہنواز لمیٹڈ ڈھاکہ۔
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
• جناب شیخ ظفر احمد صاحب میاں لمیٹڈ کمپنی
ڈھاکہ۔
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب ″
• جناب میاں محمد انور ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان
چٹاگانگ۔
• جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ
• محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ ″
• جناب محمد اسحق صاحب قریشی ″
• جناب سید سہیل احمد صاحب چٹاگانگ ڈپٹی ڈائرکٹر ڈھاکہ
• جناب میجر جی ایم اقبال صاحب چٹاگانگ

بھارت

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولانا بشیر احمد صاحب دہلی
• جناب محمد صدیق صاحب فانی۔ لوکچہ
• جناب میاں محمد حسین صاحب کلکتہ
• جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
• جناب کمال الدین صاحب مدراس
• جناب محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی۔
ایل ایل۔ بی حیدرآباد
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن
• جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
• جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل ″
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن
• جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ معین صاحب چنتہ کنٹہ
• جناب محمد عبدالمنعم صاحب ″
• جناب بابو تاج دین صاحب سرینگر
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب ″
• جناب محمد مجید صاحب سو نیچو کانپور

لنڈن

• جناب چوہدری عبدالرحمن خان صاحب
• جناب عبدالعزیز عزیز دین صاحب
• جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق
نائب امام مسجد لنڈن۔

دیگر ممالک

• جناب صالح الشیبی الہندی صاحب
سورابایا۔ انڈونیشیا۔
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم
صالح الشیبی صاحب
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی
کماسی۔ غانا
• جناب مسٹر ناظم خان صاحب نیروبی مشرقی افریقہ
• جناب افتخار احمد صاحب ایاز یوگنڈا
• جناب ایم۔ اے ظفر صاحب ایم۔ بی بی ایس
ٹابورہ۔ ٹانگانیکا۔
• جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر
روز ہل ماریشس۔ حال ربوہ۔
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب کویت
• جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب ″
• جناب سید عبدالرحمن صاحب امریکہ
• احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا۔
• جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور
• جناب عبدالغفور رحمن بخش صاحب امریکہ
• جناب عبدالعزیز رحمن بخش صاحب ″
• جناب ایم۔ سواتی ندیم صاحب نیروبی
• جناب ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر گرین ال امریکہ
• جناب ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب عدن

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفردوس"

۸۵۔ انارکلی۔ لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے

نور کا جل

○ آنکھوں کو جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

○ نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔

○ آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔

○ آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔

○ خارش، پانی بہنا، پھپھی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقت ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں!

قیمت فی شیشی ۸/ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ

جملہ حقوق محفوظ

ہر بچے کے لئے ضروری دوا

بال جیون

قیمت فی شیشہ — تین روپے صرف

بچوں کے دانت نکلنے کے وقت پیدا ہونیوالی بیماریاں بخار، چھالے، بدہضمی، دست، قے اور سوکھا پن، ان سب کیلئے صحت بخش ہے۔

بچوں کو تندرست و توانا بناتا ہے۔

حکیم مخدوم الطاف احمد اکمل الطب والجراحت

دواخانہ فضل۔ میانی (ضلع سرگودھا)

مفید طریقہ

ربوہ سے آپ جو کتابیں خریدنا چاہیں وہ آپ مکتبہ الفرقان کے ذریعہ سے خرید فرمائیں۔ آپ کو بھی سہولت رہے گی اور آپ مکتبہ الفرقان کے معاون بھی قرار پائیں گے۔ شکریہ!

(مینجر مکتبہ الفرقان۔ ربوہ)

تین دیرینہ ہم جماعت خدام سلسلہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت دے ۔ آمین

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۴ء کے موقعہ پر جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب مالاباری مبلغ کیرالہ (بھارت) اور خاکسار ابوالعطاء ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے ۱۹۲۴ء میں اکٹھے مولوی فاضل پاس کر کے خدمت سلسلہ کا آغاز کیا تھا ۔

مولانا تاج الدین صاحب لائلپوری ناظم دارالقضاء ربوہ اور خاکسار ابوالعطاء ۔ آپ نے بھی ۱۹۲۴ء میں ہی مولوی فاضل پاس کیا تھا ۔

مودودی صاحب کے کتابچہ "ختمِ نبوت" کا تفصیلی جواب

القول المُبین
فی
تفسیر خاتم النبیّین

از قلم

مولانا ابو العطاء جالندھری

مکتبۂ الفرقان - ربوہ

تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

- **مباحثۂ مصر** قیمت ۰۶۲
(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابو العطاء صاحب مبشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)
- **تحریری مناظرہ** قیمت ۱۰۵۰
(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابو العطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبد الحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ - جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)
- **الفرقان کا عیسائیت نمبر** قیمت ۱۰۲۵
(عیسائیت کے مختلف عقائد پر اہم قلم حضرات کے تحقیقی مقالات کا نادر مجموعہ)
- **مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ** قیمت ۱۰۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔
فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان - ربوہ

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا